یا تیرا تزکرہ کرے ہر شخص
یا کوئی ہم سے گفتگو نہ کرے



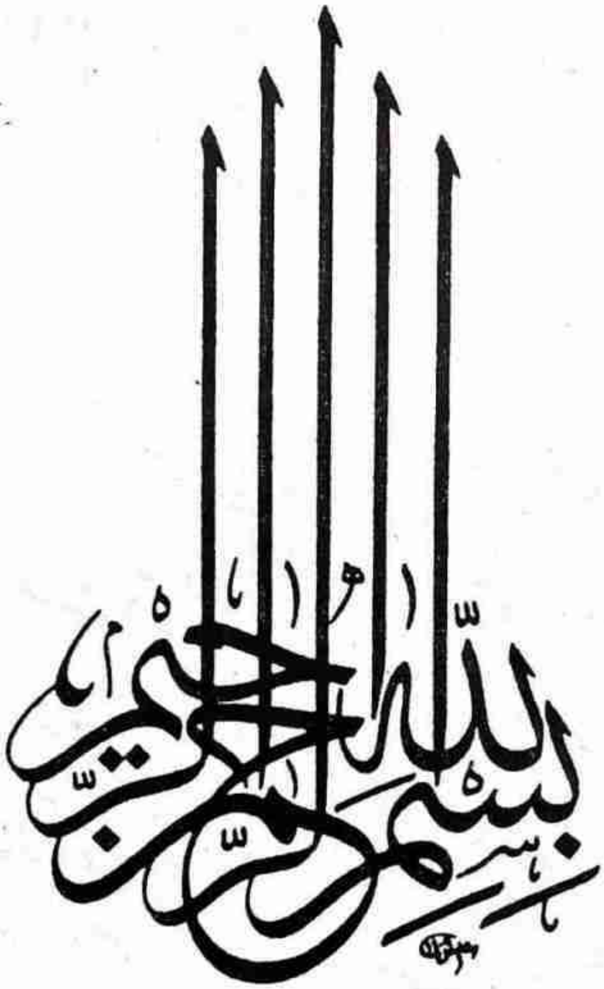
آؤ محبت کی باتیں کریں

آو حسنِ یار کی باتیں کریں
زلف کی، رخسار کی باتیں کریں

اگر نہیں تو !

تمہیں نصیب ہوں گل اور بہار کی باتیں
کریں گے مگر ہم تو حسنِ یار کی باتیں

حافظ محمد قمر الزمان



آؤ حسن یار کی باتیں کریں
زلف کی ، رخسار کی باتیں کریں
اگر نہیں تو!
تمہیں نصیب ہو گل اور بہار کی باتیں
کریں گے ہم تو مگر حسن یار کی باتیں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

إِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ
يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا
تَسْلِيْمًا

اے پناہِ جہاں سلامُ علیک — تکیۂ بیکساں سلامُ علیک
منزلِ تو مقامِ اَوْ اَدنیٰ — گردِ راہ کہکشاں سلامُ علیک
اے نسیمِ سحر زمورِ حقیر — باسُلیماں رساں سلامُ علیک
من فتادہ بخاک کوئے تو اَم — خُذ یدی اے جواں سلامُ علیک
لُطف فرما کہ ما شکستہ تریم — لُطف شایانِ شاں سلامُ علیک
برہمہ آلِ پاک و اصحابش — فخر ہر دم بخواں سلامُ علیک

ارمغانِ عقیدت از حضرت صاحبزادہ غلام فخر الدین مدظلہ العالی

سیال شریف

بحضور سرورِ کونین ﷺ

وَاَحْسَنَ مِنْكَ لَمْ تَرَقَطُّ عَيْنِي

اے اللہ کے محبوب ﷺ! میری آنکھ نے آج تک تجھ سے زیادہ حسین نہ دیکھا ہے، (نہ دیکھے گی)

وَاَجْمَلَ مِنْكَ لَمْ تَلِدِ النِّسَاءُ

اور کسی عورت نے تجھ سے زیادہ جمیل بچہ پیدا نہیں کیا

خُلِقْتَ مُبَرَّاً مِنْ كُلِّ عَيْبٍ

تجھے ہر عیب سے پاک اور مُبرّا پیدا کیا گیا ہے

كَاَنَّكَ قَدْ خُلِقْتَ كَمَا تَشَاءُ

گویا آپ ﷺ کو خود آپ ﷺ کی منشاء کے مطابق پیدا کیا گیا ہے

هَجَوْتَ مُحَمَّدًا بَرًّا رَءُوْفًا

اے رسولِ خدا کے دشمن! تُو نے برائی کی ہے، کس کی؟ محمّد کی، جو سرتاپا کرم اور نوازش ہیں

رَسُوْلَ اللّٰهِ شِيْمَتُهُ الْوَفَاءُ

جس نے ہر ایک پر مہربانی کی ہے، جو اللہ کا رسول ہے، اور جس کی عادتِ پاک ہی وفا کرنے کی ہے۔

رَجَوْتُكَ يَابْنَ اٰمِنَةَ لِاَنِّي

اے آمنہ کے لال ﷺ، میں نے تیری تمنا کی ہے،

مُحِبٌّ وَالْمُحِبُّ لَهُ الرَّجَاءُ

میں محبت کرنے والا ہوں اور ہر محبت کرنے والے کی ایک تمنا ہوتی ہے۔

——— شاعرِ دربارِ رسالت حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ

رُوحِ کتاب

اے دوست بیا زُود بہ خُمخانۂ رُومیؒ

خواہی کہ دِلت پُر شود از مخزنِ اسرار

اے دوست بہت جلد حضرت رُومیؒ کی مجلسِ عرفان میں آجا۔ اگر تو چاہتا ہے کہ تیرا دل اسرارِ الٰہی کا مخزن بن جائے

اے دوست بیا زُود بہ خُمخانۂ سعدیؒ

خواہی ز دِلت محو شود ایں ہمہ افکار

اے دوست بہت جلد حضرت سعدیؒ کی مجلسِ تلقین میں آجا۔ اگر تو چاہتا ہے کہ تیرے دل سے تمام تفکرات مٹ جائیں

اے دوست بیا زُود بہ خُمخانۂ حافِظؒ

از عشق و محبّت اگرت ہست سروکار

اے دوست بہت جلد حضرت حافظ شیرازیؒ کے میخانۂ عشق میں آجا۔ اگر تیرے دل کو عشق و محبت سے کچھ لگاؤ ہے

اے دوست بیا زُود بہ خُمخانۂ جامیؒ

از حُبِّ نبیؐ گر طلبی سینۂ سرشار

اے دوست بہت جلد حضرت جامیؒ کی محفلِ حبِّ نبی میں آجا۔ اگر تو چاہتا ہے کہ تیرا دل عشقِ رسول سے پُر ہو جائے

اعلامیہ

لجپال لجپال
پیر سیالؒ
پیر سیالؒ

بھلوں کو بھلی
لاج

بحکم غریب نواز حضور امیر شریعت، نائب شیخ الاسلام خواجہ **محمد حمید الدین** سیالوی رحمتہ اللہ علیہ

مقام تقریب آستانہ مقدسہ سیال شریف

بوقت 12:30 بجے دن بتاریخ 19 ذیقعدہ 1440 ہجری مطابق 23 جولائی 2019ء بروز منگل

اشاعت وارث نسبت پیر سیال ضیاء چشت حضرت خواجہ محمد ضیاء الحق سیالوی سجادہ نشین آستانہ مقدسہ سیال شریف کے حکم سے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سید الرسل و خاتم النبین وعلیٰ الہ واصحابہ واولیاء امتہ وعلماء ملتہ اجمعین وعلی من تبعھم باحسان الی یوم الدین اما بعد!

الحمد للہ! ہم اہلسنت وجماعت اللہ تعالیٰ کو وحدہ لاشریک مانتے ہیں اور اس کی ذات وصفات میں کسی کو اس کا ہم سر نہیں ٹھہراتے۔ اللہ کریم کو تمام عیوب ونقائص سے منزہ ومبرا اور تمام عظمتوں کا مالک سمجھتے ہیں تمام کتب سماوی پر ایمان رکھتے ہیں۔ حیات بعد از موت، حشر ونشر، جنت و دوزخ کو حق سمجھتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ کو اللہ کا آخری نبی ماننے کے ساتھ ساتھ تمام سابقہ انبیاء ورسل سے افضل واعلیٰ سمجھتے ہیں اور سابقہ تمام انبیاء ورسل پر ایمان رکھتے ہوئے ان کی تعظیم وتوقیر بجالاتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ کے تمام صحابہ کرام واہلبیت اطہار رضوان اللہ علیہم اجمعین سے بے پناہ محبت کو جزو ایمان سمجھتے ہوئے انبیاء کرام کے بعد سب سے افضل سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو مانتے ہیں انہیں خلیفہ اول بلا فصل خلیفۃ الرسول برحق مانتے ہیں۔ پھر حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو خلیفہ ثانی برحق، حضرت سیدنا عثمان ذوالنورین کو خلیفہ ثالث برحق اور مولائے مرتضیٰ سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کو خلیفہ رابع برحق مانتے ہیں اور اسی ترتیب سے ان میں افضلیت تسلیم کرتے ہیں اور تمام صحابہ کرام میں سے کسی ایک کی عزت وعظمت کے خلاف اشارے، کنائے یا صراحت کے ساتھ طعن وتشنیع کرنے والے کو خارج اہلسنت سمجھتے ہیں اور اسی طرح اہلبیت اطہار سے بغض رکھنے والے ہر شخص کو خارج اہلسنت سمجھتے ہیں۔ مشاجرات صحابہ میں کف لسان (خاموشی) اور ان کے فضائل ومناقب کے بیان کو شعار ایمان (نشانی) سمجھتے ہیں۔ یہ تمام عقائد حضرت سیدنا علی المرتضیٰ (۱) آئمہ اہل بیت اطہار، اجلہ تابعین (۲) آئمہ اربعہ امام اعظم ابوحنیفہ (۳) امام مالک (۴) امام احمد بن حنبل (۵) امام شافعی (۶) سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی (۷) حضرت داتا گنج بخش (۸) حضرت امام غزالی (۹) شیخ محی الدین ابن العربی (۱۰) امام عبدالوہاب شعرانی (۱۱) شیخ فرید الدین عطار (۱۲) حضرت مجدد الف ثانی (۱۳) حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی (۱۴)۔ حضرت الشاہ احمد رضا محدث بریلی (۱۵) حضرت شاہ ولی اللہ (۱۶) حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی (۱۷) حضور خواجہ خواجگان بہار چشت خواجہ شاہ سلیمان تونسوی (۱۸) قدوۃ السالکین حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی (۱۹) اور حضرت شیخ الاسلام والمسلمین خواجہ محمد قمر الدین سیالوی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین جیسے اجلہ علماء ومشائخ سے ثابت ہیں ان عقائد کا مفصلاً تذکرہ اہلسنت کے عقائد کی کتب معتبرہ مثلاً فقہ اکبر، عقیدہ طحاویہ کتاب الابانہ، شرح العقائد، النسفیہ وغیرہ میں موجود ہیں اور انہیں عقائد پر ماتریدیہ اور اشاعرہ کا اتفاق ہے۔ پوری امت کی طرح یہی عقیدہ مشائخ چشت علیہم الرضوان کا بھی ہے اور اسی عقیدے کو وقت کی اہم ضرورت سمجھتے ہوئے اعلامیہ کے طور پر آستانہ مقدسہ سیال شریف کی طرف سے شائع کیا جا رہا ہے تاکہ مریدین ومتوسلین اور خلفاء اور عوام اہلسنت کے لئے سند رہے۔

۱. تکمیل الایمان ۲. الطرف ۳. فقہ اکبر ۴. متوطا امام محمد ۵. النسبت للخلال ۶. مرام الکلام ۷. غنیۃ الطالبین ۸. کشف المحجوب ۹. احیاء العلوم ۱۰. فتوحات مکیہ
۱۱. الیواقیت والجواہر ۱۲. منطق الطیر ۱۳. مکتوبات شریفہ ۱۴. تکمیل الایمان ۱۵. فتاوی رضویہ ۱۶. فتاوی عزیزیہ ۱۷. غذا المحبین ۱۹. مراۃ العاشقین ۲۰. انوار قمریہ

اعلامیہ پڑھنے کی سعادت پیر محمد معظم الحق معظمی سجادہ نشین خانقاہ معظم آباد شریف سرگودھا نے حاصل کی۔

محبت

اقوال وحکایاتِ محبت

محبت کا مزہ حضرت ابوبکر صدیق رضہ کا ارشاد ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کی محبت کا مزہ چکھ لیتا ہے پھر اسے دنیا حاصل کرنے کی مہلت نہیں ملتی اور اسے انسانوں سے گھبراہٹ اور وحشت ہوتی ہے۔

محبت کا اثر حضرت عثمان غنی رضہ کا قول ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ سے محبت کرتا ہے اسے تنہائی سے انس ہو جاتا ہے۔

حضرت علیؓ کا قول آپ نے فرمایا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی بندہ سے محبت کرتا ہے تو اسے یہ توفیق بخش دیتا ہے کہ وہ زمانہ کے عبرت انگیز واقعات سے عبرت حاصل کرے

محبت کی تعریف میں اقوالِ صوفیاء ایک صوفی کا قول ہے کہ مشتاق دل کے ساتھ دائمی میلان کا نام محبت ہے نیز کہا گیا ہے کہ محبوب کی خاطر تمام مال و دولت کو قربان کر دینا محبت ہے۔

محبوب کی موجودگی میں اور عدم موجودگی میں محبوب کی موافقت کرنا محبت ہے۔

عاشق کا مع اپنی تمام صفات کے مٹ جانا اور محبوب کو اس کی ذات کے ساتھ ثابت کرنا محبت ہے۔ دل کا اللہ تعالیٰ کی مراد کے موافق ہونا محبت ہے۔

اس بات سے ڈرتے رہنا کہ کہیں احترام میں کمی نہ ہو، محبت کہلاتا ہے۔
حضرت ابو یزید بسطامیؒ فرماتے ہیں کہ اپنی کثیر چیز کو قلیل سمجھنا اور محبوب کی قلیل چیز کو کثیر سمجھنا محبت ہے۔
حضرت سہلؒ فرماتے ہیں کہ محبت یہ ہے کہ تو اطاعت گزاری پہ قائم رہے اور محبوب کی مخالفت سے دور رہے۔
حضرت جنیدؒ سے محبت کی نسبت سوال کیا گیا تو فرمایا کہ عاشق کا اپنی صفات کو اپنانا محبت ہے۔ ان کا اشارہ اس بات کی طرف تھا کہ محبوب کے ذکر کا غلبہ یہاں تک ہو کہ عاشق کے دل پر محبوب کے ذکر کے سوا کچھ نہ ہو اور اپنی صفات اور ان کے احساس سے کلیۃً غفلت ہو۔
حضرت ابو علی رودباریؒ فرماتے ہیں کہ محبت، محبوب کی موافقت ہے۔
ابو عبداللہ قرشیؒ فرماتے ہیں کہ حقیقی محبت یہ ہے کہ تو اپنے آپ کو کلیۃً محبوب کے حوالے کر دے یہاں تک کہ تیرے پاس اپنی ذات میں سے کچھ بھی نہ رہے۔
حضرت شبلی فرماتے ہیں کہ محبت کو محبت اس لیے کہا گیا کہ یہ دل سے محبوب کے سوا تمام چیزوں کو محو کر دیتی ہے۔
حضرت ابن عطاء فرماتے ہیں محبت یہ ہے کہ تو محبت میں اپنے آپ کو ہمیشہ عتاب کرتا رہے۔
میں نے استاد ابو علی دقاق کو فرماتے سنا کہ محبت مکمل لذت ہے جبکہ حقیقت کے مقامات دہشت ناک ہیں۔
حضرت یحییٰ بن معاذ فرماتے ہیں کہ حقیقی محبت وہ ہے جو جفا پہ بھی کم نہ ہو، نیز فرمایا اور محبت نیک برتاؤ اور احسان سے بڑھتی ہے۔ نیز فرمایا کہ جو شخص محبت کا دعویٰ کرے مگر محبت کی حدود کا لحاظ نہ رکھے وہ سچا محبّ نہیں ہے۔

حضرت جنیدؒ فرماتے ہیں کہ جب سچی، اور صحیح محبت پیدا ہو جائے تو پھر آداب کے شرائط ساقط ہو جاتے ہیں۔

حضرت ابو یعقوب سوسی فرماتے ہیں کہ حقیقی محبت یہ ہے کہ انسان یہ بات بھول جائے کہ اللہ کے ہاں اس کا کتنا حصہ ہے اور اللہ کی طرف اس کی کتنی حاجتیں ہیں۔

حضرت حسین بن منصورؒ فرماتے ہیں کہ حقیقی محبت یہ ہے کہ تو اپنے تمام اوصاف کو بالائے طاق رکھ کر اپنے محبوب کے ساتھ قائم رہے۔

محبت کی علامت

حضرت ابراہیم بن داؤد رقیؒ کا قول ہے کہ اللہ کی محبت کی علامت اس کی اطاعت اختیار کرنا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل کرنا ہے۔

حضرت فضیل کا قول

حضرت فضیل بن عیاضؒ کا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ محبت کے لیے کافی ہے، قرآن انس کے لیے کافی ہے، اور موت نصیحت کے لیے کافی ہے۔ اللہ کو ساتھی بنالے اور ساری مخلوق کو ایک طرف کر دے۔

حضرت رابعہ عدویہؒ کا قول

حضرت رابعہ عدویہؒ نے ایک روز فرمایا کہ کوئی ہے جو ہم کو ہمارے حبیب کا پتہ دے۔ ان کی خادمہ نے کہا ہمارا حبیب ہمارے ساتھ ہے مگر دنیا نے اس سے علیحدہ کر رکھا ہے۔

محبت خدا کو ظاہر نہ کرو

حضرت ذوالنونؒ نے فرمایا کہ جو شخص خدا کی محبت کو ظاہر کرے اس سے کہہ دو کہ اس بات سے ڈر، کہ غیر اللہ کے لیے ذلیل بنے۔

حضرت جنید بغدادیؒ کا ارشاد

حضرت جنیدؒ فرماتے ہیں کہ علاقے والے پر محبت حرام ہے اور فرمایا کہ محبت عوض کے مطابق ہوتی ہے تو جب عوض جاتا رہتا ہے، محبت بھی جاتی رہتی ہے۔

حضرت بایزیدؒ کا قول حضرت ابو یزیدؒ فرماتے ہیں کہ محب نہ دنیا کی محبت کرتا ہے نہ آخرت کی۔ بلکہ اپنے مولا سے محبت ہی کو چاہتا ہے۔

محبت کا مطلب حضرت سہل رضؓ سے محبت کا مطلب پوچھا گیا تو فرمایا کہ محبت یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے اپنے کسی بندے کے دل کی مراد سمجھ لی تو اس کو اپنے مشاہدے کے لیے پھیر دیا۔

عارف اور محب کا فرق حضرت شبلیؒ سے کہا گیا کہ ہمیں عارف اور محب کی تعریف بتلائیے انھوں نے کہا عارف اگر بات کرتا ہے تو ہلاک ہو جاتا ہے اور محب اگر چپ رہتا ہے تو ہلاک ہو جاتا ہے اور آپ نے یہ اشعار پڑھے ؎

يَا اَيُّهَا السَّيِّدُ الْكَرِيْمُ حُبُّكَ بَيْنَ الْحَشَاءِ مُقِيْمٌ
يَا رَافِعَ النَّوْمِ عَنْ جُفُوْنِيْ اَنْتَ بِمَا مَرَّ بِيْ عَلِيْمٌ

(اے مہربان سردار! تیری محبت میرے دل کی گہرائیوں میں مقیم ہے، اے میری پلکوں سے نیند اڑانے والے جو کچھ مجھ پر بیتی، تو اسے جانتا ہے۔)

حضرت ابو سلیمان درانی کا قول حضرت ابو سلیمان درانیؒ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں کچھ ایسے لوگ بھی ہیں کہ جنت اور اس کے درمیان کی نعمت ان کو خدائے تعالیٰ سے نہیں روکتی، دنیا کے باعث تو کیسے خدائے تعالیٰ سے باز رہیں گے۔

افضل عمل کونسا ہے؟ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے کسی نے پوچھا کہ اعمال میں سے افضل عمل کونسا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ سے راضی ہونا اور اس سے محبت کرنا۔

حضرت بابا فرید گنج شکر کا قول

حضرت بابا فرید گنج شکرؒ نے فرمایا کہ مومنوں کے دل پاکیزہ زمین کی مانند ہیں اگر اس میں محبت کا بیج بو دیا جائے تو اس بیج سے ہر قسم کی نعمتیں پیدا ہوتی ہیں۔ اس نعمتِ الٰہیہ سے درویش ہر کسی کو بہرہ ور کر سکتا ہے اور خود بھی حظ وافر لے سکتا ہے۔

فقیروں پر محبتِ حق کا غلبہ

قاضی حمید الدین ناگوریؒ نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے کہ درویش کے حالات محبتِ حق کے غلبہ سے عالمِ شوق میں قرار گیر ہوتے ہیں۔ جب فقیروں پر محبتِ حق غلبہ کرتی ہے تو محبوب کے نورِ تجلی کا نزول ان کے قلوبِ اطہر پر اتنا ہوتا ہے کہ وہ لوگ دنیا و مافیہا کو بھول جاتے ہیں۔

محبت کا ادب

حضرت فضیل بن عیاضؒ کا قول ہے کہ جب تم سے پوچھا جائے کہ اللہ سے محبت رکھتے ہو، تو تم چپ رہو اس لیے کہ اگر "نہ" کہو گے تو کافر ہو جاؤ گے اور اگر "ہاں" کہو گے تو تمہارے اندر محبوں کے اوصاف میں سے کچھ نہیں پس غضبِ الٰہی سے ڈرو اور جھوٹی بات نہ کہو۔

محبتِ صادق

ایک بزرگ کا ارشاد ہے کہ محبتِ صادق کے لیے یہ شرط ہے کہ اس پر محبت کے سکرات طاری ہوں۔ اگر ایسا نہ ہو تو اس کی محبت حقیقی نہیں ہے۔

حضرت شیخ روذباری کا قول

حضرت شیخ روذباریؒ فرماتے ہیں کہ جب تک تم اپنی ہستی کی قید سے باہر نہیں نکلو گے اس وقت تک تم محبت کی سرحد میں قدم نہیں رکھ سکتے۔

محبت کے قتل کا خون بہا

شیخ ابو یزیدؒ کا قول ہے کہ جس کو کسی کی محبت قتل کر دے اس کو اس قتل کا خون بہا یہ ملتا ہے کہ وہ

محبوب کا دیدار کرے، اور جس کو کسی کا عشق قتل کر دے تو اس کا فدیہ یہ ہے کہ محبوب اس کو اپنا ہم نشین بنا لیتا ہے۔

محبت کی حقیقت

محمد بن فضل فرماتے ہیں کہ محبت یہ ہے کہ محبوب کی محبت کے سوا ہر قسم کی محبت دل سے دور ہو جائے۔

اللہ کی محبت کا سرور

شیخ ابو الحسین الوراق فرماتے ہیں کہ اللہ کی شدید محبت سے ایک سرور خاص حاصل ہوتا ہے۔ صرف یہی بلکہ محبت دل میں اس آگ کی مانند ہے جو ہر گندگی (کوڑے کرکٹ) کو جلا دیتی ہے۔

حضرت یحییٰ بن معاذ کا فرمان

حضرت یحییٰ بن معاذ رح کا ارشاد ہے کہ عاشقوں کا صبر زاہدوں کے صبر سے زیادہ سخت ہے اور یہ بھی تعجب کی بات کہ انسان اپنے محبوب سے کیونکہ صبر کر سکتا ہے۔

اللہ کی محبت کا دعویٰ

ایک اور بزرگ فرماتے ہیں کہ جو اللہ کی محبت کا دعوےٰ کرے اور گناہوں اور حرام چیزوں سے پرہیز نہ کرے وہ سب سے بڑا جھوٹا ہے۔ اسی طرح وہ بھی جھوٹا ہے جو اپنی ملک کو خرچ کیے بغیر جنت کی محبت کا دعویٰ کرے اور وہ بھی جھوٹا ہے جو فقیروں سے محبت نہ کرتا ہو اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا دعویٰ کرتا ہو۔

مشاہدۂ محبوب

شیخ ابو یعقوب السوسی رح فرماتے ہیں کہ صحیح محبت اس وقت پایۂ ثبوت کو پہنچ سکتی ہے۔ جب تم محبت کے مشاہدے سے نکل کر محبوب کے مشاہدہ کے دائرے میں پہنچ جاؤ اور یہ اس وقت ممکن ہے کہ محبت کا علم فنا ہو جائے جبکہ اس کا محبوب غائب ہو اور اس کا تعلق محبت سے نہ رہے۔ جب اس طرح محب اس محبت کی قید سے نکل جاتا ہے (قید محبت باقی نہیں رہتی) تو اس وقت وہ ایسا عاشق ہوتا ہے جو بغیر محبت کے ہے۔

حضرتِ شبلیؒ کا قول

شیخ شبلیؒ سے محبت کے بارے میں دریافت کیا گیا تو انھوں نے فرمایا کہ وہ ایک ایسا جام شراب ہے کہ اگر حواس اس سے متاثر ہو جائیں تو ان میں سوزش برپا ہو جاتی ہے اور اگر وہ نفوس میں جاگزین ہو جائے تو وہ نیست ہو جائیں۔

محبت کی گفتگو کا اثر

روایت ہے کہ حضرت سمنونؒ نے ایک روز محبت کے بارے میں گفتگو کی، اتنے میں ایک پرندہ آپ کے سامنے اترا اور زمین کو اپنی چونچ سے کریدتا رہا، یہاں تک کہ اس میں سے خون نکلا اور مر گیا۔

حضرتِ حسنؒ کا قول

حضرت حسنؒ فرماتے ہیں کہ جو شخص خدائے تعالیٰ کو پہچانتا ہے اس کو محبوب جانتا ہے اور جو دنیا کو پہچانتا ہے اس میں زہد کرتا ہے اور ایماندار آدمی لغو میں نہیں پڑتا کہ غافل ہو جائے، وہ تو جب فکر کرتا ہے اندوہ کرتا ہے۔

چار مقامات

بعضوں نے کہا ہے کہ محبت کا معاملہ چار مقامات پر ہوتا ہے، اول محبت، دوم ہیبت، سوم حیا، چہارم تعظیم اور ان چاروں میں سے افضل تعظیم اور محبت ہیں۔ اس لیے کہ دونوں اہلِ جنت کے ساتھ جنت میں باقی رہتے ہیں اور ان کے سوا اور چیزیں ان سے علیحدہ ہو جاتی ہیں۔

حضرت ابراہیم بن ادھمؒ کا اظہارِ محبت

حضرت ابراہیم بن ادھمؒ نے جناب باری میں عرض کی کہ الٰہی تو جانتا ہے کہ تو نے اپنی محبت سے مجھ پر اکرام کیا ہے اور اپنے ذکر سے مجھ کو مانوس کیا ہے اور اپنی عظمت کی فکر کے لیے مجھے مخصوص کر دیا تو اس کے مقابل جنت میرے نزدیک مچھر کے پر کے برابر بھی نہیں۔

اللہ کی محبت زندہ جاوید ہے

حضرت سری سقطیؒ کا قول ہے کہ جس نے

اللہ سے محبت کی وہ زندۂ جاوید ہوا، جس نے دنیا سے محبت کی وہ بے آبرو ہوا، احمق صبح وشام ذلت ورسوائی سے بسر کرتا ہے اور عقلمند اپنے عیوب تلاش کرتا رہتا ہے۔

اللہ کی محبّت کا تقاضا

حضرت رابعہؒ سے کسی نے پوچھا کہ آپ کو رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے کیسی محبت ہے؟ انھوں نے فرمایا کہ مجھ کو تو آپؐ کے ساتھ محبت بے پناہ ہے مگر خدا تعالیٰ سے محبت نے مجھے مخلوق کی محبت سے روک رکھا ہے۔

حضرت عیسیٰؑ پر وحی

ابن الجلاءؒ سے مروی ہے، اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی کہ جب میں بندے کے دل کو دنیا اور آخرت کی محبت سے خالی پاتا ہوں تو اس کے دل کو اپنی محبت سے بھر دیتا ہوں اور اسے اپنی حفاظت میں لے لیتا ہوں۔

ایک نبی اللہ کا قول

حضرت ابو خالد صفارؒ کہتے ہیں کہ انبیاءؑ میں سے ایک نبیؑ کسی عابد سے ملے اور فرمایا کہ اے گروہِ عابداں! تم جس بات پر عمل کرتے ہو ہم اس پر نہیں کرتے، تم تو خوف ورجا پر عمل کرتے ہو اور ہم محبت اور شوق پر۔

حضرت یونسؑ کا ارشاد

حضرت جنیدؒ سے مروی ہے کہ حضرت یونس علیہ السلام اتنا روئے کہ اندھے ہو گئے اور اتنا کھڑے رہے کہ کبڑے ہو گئے اور اتنی نماز پڑھی کہ حرکت کی طاقت نہ رہی اور فرمایا کہ قسم ہے تیری عزت اور جلال کی، اگر میرے اور تیرے درمیان کوئی آگ کا سمندر ہوتا تو مجھ کو تیرا اتنا شوق ہے کہ میں اس میں بھی گھس جاتا۔

حضرت یحییٰ بن معاذؒ کا قول

حضرت یحییٰ بن معاذ رح فرماتے ہیں کہ خدائے تعالیٰ کا عفو تمام گناہوں کو لے لیتا ہے۔ پس اس کی

رضا کا کیا حال ہوگا اور اس کی رضا میں سب امیدیں مل جاتی ہیں تو اس کی محبت کیسے ہوگی اور اس کی محبت عقلوں کو مدہوش کر دیتی ہے تو اس کی مودّت کا کیا ٹھکانا ہے اور اس کی مودّت غیر اللہ کو بھلا دیتی ہے تو اس کا لطف کیسا ہوگا۔

حضرت سری سقطیؒ کا قول

حضرت سری سقطیؒ فرماتے ہیں کہ قیامت کے روز جن کو محبتِ الٰہی غالب نہ ہوگی ان کو انبیاء علیہم السلام کے اسماء گرامی کے حوالے سے پکاریں گے مثلاً ارشاد ہوگا کہ اے امتِ موسیٰؑ! اور اے امتِ عیسیٰؑ اور اے امتِ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) مگر محبین اس طرح پکارے جاویں گے کہ اے اولیاء اللہ! خدائے پاک کے پاس چلو۔ ان کے دل خوشی کے مارے نکلے پڑتے ہوں گے۔

اہلِ ایمان کی اللہ سے محبت

ہرم بن حیان فرماتے ہیں کہ ایماندار جب اپنے رب کو پہچانتا ہے تو اس سے محبت کرتا ہے اور جب محبت کرتا ہے تو اسی کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور جب اس توجہ کا مزا پاتا ہے تو دنیا کی طرف خواہش کی نظر سے نہیں دیکھتا نہ آخرت کی طرف کاہلی کی نظر سے دیکھتا ہے اپنے جسم سے تو دنیا میں رہتا ہے اور روح سے آخرت میں۔

حضرت حارث محاسبی کا قول

حضرت حارث محاسبیؒ نے فرمایا ہے کہ محبت یہ ہے کہ تو ہمہ تن کسی چیز کی طرف مائل ہو جائے پھر اپنا نفس، روح اور مال سب اس پہ قربان کر دے۔ پھر ضروری ہے کہ ظاہر و باطن میں تو اس کی موافقت کرے۔ یا یں ہمہ تو یہ خیال کرے کہ تو نے اس کی محبت میں کوتاہی کی ہے۔

اللہ کو چاہنے والا اللہ کو پائے گا

حضرت ابو درداءؓ نے حضرت کعب احبارؒ سے کہا کہ مجھ سے کوئی آیت توریت کی بیان کرو

انھوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ابرار کا شوق میری ملاقات کے لیے بہت ہے۔ اور میں ان کی ملاقات کا زیادہ تر مشتاق ہوں اور کہا کہ توریت میں اسی آیت کے قریب یہ بھی مذکور ہے کہ جو شخص مجھ کو طلب کرے گا وہ مجھ کو پاوے گا اور جو میرے سوا کسی اور کو طلب کرے گا مجھ کو نہ پاوے گا۔

حضرت ذوالنون مصریؒ کا ارشاد

حضرت ذوالنونؒ نے فرمایا کہ پاک ہے وہ ذات جس نے ارواح کو لشکر کے لشکر بنادیے۔ پس عارفین کی روحیں تو جلالی اور قدسی ہیں۔ اسی واسطے اللہ تعالیٰ کی طرف وہ لوگ مشتاق ہوئے۔ اور مومنوں کی روحیں روحانی ہیں، اسی جہت سے وہ جنت کے شائق ہوئے اور غافلوں کی روحیں ہوائی ہیں وہ اسی وجہ سے دنیا کے راغب ہوئے۔

حکایت

عبداللہ بن محمدؒ کہتے ہیں کہ میں نے ایک عابد عورت کو دیکھا کہ رو رو کر کہہ رہی تھی اور آنسو چہرے پر بہا رہی تھی، بخدا میں خدائے تعالیٰ کے شوق میں اور اس کی ملاقات کے اشتیاق میں زندگی سے تنگ آگئی ہوں۔ یہاں تک کہ اگر موت بکتی ہوتی تو میں اس کو خرید لیتی۔ راوی کہتے ہیں کہ میں نے اس سے پوچھا کہ تجھ کو اپنے عمل پر اطمینان ہے؟ اس نے کہا کہ اطمینان تو نہیں مگر میں اس سے محبت رکھتی ہوں اور اس پر مجھ کو حسنِ ظن ہے۔ تو کیا تم کو یہ خیال ہے کہ باوجود محبت کے وہ مجھے عذاب دے گا۔

حضرت داؤد علیہ السّلام پر وحی

حضرت شبلیؒ کہتے ہیں کہ خدائے تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام پر وحی بھیجی کہ اے داؤد! میرا ذکر، ذاکروں کے واسطے ہے اور جنت اطاعت کرنے والوں کے لیے ہے اور دیدار مشتاقوں کے لیے اور میں خود اپنے محبوں کے لیے ہوں اور حضرت آدم علیہ السلام کو وحی ہوئی کہ جو شخص حبیب سے محبت کرتا ہے اس کے قول کو سچا جانتا ہے۔ اور جو شخص اپنے حبیب سے

مانوس ہوتا ہے اسی کے فعل سے راضی ہوتا ہے اور جو اس کی طرف مشتاق ہوتا ہے، تو اپنا راستہ جلد چلتا ہے۔ اور خواص اپنی چھاتی پہ مارتے اور کہتے کہ ہائے شوق اس کا جو مجھے دیکھتا ہے اور میں اس کو نہیں دیکھتا۔

بے مثل حسنِ الٰہی

حضرت جنیدؒ کے پاس ایک عورت آئی اور کہنے لگی کہ میرا خاوند مجھ پر سوت لانا چاہتا ہے۔ انھوں نے کہا کہ اگر چار نہ ہوں تو نکاح کر سکتا ہے۔ وہ بولی اگر اجنبی عورت کو دیکھنا جائز ہوتا تو میں آپ کو اپنا چہرہ کھول کر دکھاتی تو آپ کو معلوم ہو جاتا کہ جس کے پاس میرے جیسی بیوی ہو اس کو دوسری سے نکاح کرنا زیبا نہیں۔ اس پر جنیدؒ کو غش آ گیا اور گر پڑے۔ جب ہوش آیا تو ان سے اس کا سبب پوچھا گیا انھوں نے جواب دیا کہ حق سبحانہٗ و تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ اگر دنیا میں میری طرف نظر کرنا کسی کو روا ہوتا تو میں اپنے چہرے سے پردہ اٹھا کر اسے دکھا دیتا اور اسے معلوم ہو جاتا کہ جس کے لیے میرے جیسا ہو اس کو ہرگز زیبا نہیں کہ اس کے دل میں میرے غیر کی گنجائش ہو۔

مشائخ کا نظریہ محبّت

ابوبکر کنانیؒ فرماتے ہیں کہ ایک بار مشائخ میں محبت کا مسئلہ چھڑا اور حضرت جنیدؒ اس وقت چھوٹے تھے پہلے تو مشائخ میں گفتگو ہوتی رہی۔ اس کے بعد ان سے کہا کہ عراقی صاحب! اب آپ کو جو معلوم ہو آپ کہیئے۔ انھوں نے کہا کہ محبّ وہ بندہ ہے جو اپنے جی سے گزر جائے اور اپنے رب کی یاد میں لگا رہے۔ اس کے حقوق ادا کرنے میں مستعد رہے اور اپنے دل کی نگاہ اسی کی طرف رکھے۔ اس کی ہویت یعنی ذات کی آگ اور اس کے کاسۂ محبت کے شربت صافی کے اثر سے اس کا دل سوختہ ہو رہا ہو، اگر کوئی بات کہے تو خدا کے ساتھ، کچھ بولے تو خدا سے۔ اگر حرکت کرے تو خدا کے حکم پر، اگر ٹھیرا ہے تو خدا کے ساتھ۔ پس وہ خدا ہی کے ساتھ خدا ہی کے لیے اور خدا ہی کی معیت میں رہے۔ اس پر مشائخ رو پڑے اور کہنے لگے کہ بھلا

اس سے زیادہ کوئی کیا کہہ سکتا ہے اے خدا شناسوں کے سرتاج۔

شرابِ محبّت

حضرت نجم الدین نفسی کا قول ہے کہ طالبانِ حق حبیب اللہ کی محبت کی شراب پیتے ہیں تو طرب میں آتے ہیں اور جب طرب میں آتے ہیں تو حیران رہ جاتے ہیں اور جب حیرانی میں ہوتے ہیں تو سبک ہو جاتے ہیں اور جب سبک ہوتے ہیں تو پرواز کرتے ہیں اور جب پرواز کرتے ہیں تب طالب ہو جاتے ہیں پھر مراد پا لیتے ہیں تو انھیں نزول ہوتا ہے اور جب نزول ہوتا ہے تو قرب میسر آتا ہے اور جب میسر آتا ہے تو کشف ہونے لگتا ہے اور جب کشف ہونے لگتا ہے تو مشاہدے کی نوبت آتی ہے۔

حضرت عیسٰی علیہ السّلام کا فرمان

حضرت عیسٰی علیہ السّلام تین شخصوں پر گزرے جن کے بدن لاغر اور رنگ متغیر تھے۔ آپ نے پوچھا کہ یہ حال تمھارا کیوں ہوا ہے۔ انھوں نے عرض کیا کہ آتشِ دوزخ کے خوف سے۔ آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ خوف والوں کو ضرور مامون رکھے گا۔ پھر وہاں سے بڑھ کر آپ اور تین شخصوں پر گزرے۔ جو ان سے بھی زیادہ دُبلے اور متغیر رنگ والے تھے آپ نے ان سے پوچھا کہ تمھارا حال کس وجہ سے ایسا ہے؟ انھوں نے عرض کیا کہ جنت کے شوق کے باعث۔ آپ نے فرمایا کہ ضرور ہے کہ خدا تعالیٰ تم کو وہ چیز عنایت فرمائے جس کے تم متوقع ہو پھر آپ بڑھے اور تین شخص دیکھے جو پہلے دونوں فریقوں سے بھی زیادہ دبلے اور رنگ بدلے تھے۔ نور کا یہ عالم تھا کہ گویا چہروں پہ آئینے چڑھے تھے آپ نے ان سے پوچھا کہ کس وجہ سے تم ایسے ہو رہے ہو۔ انھوں نے عرض کیا کہ ہم اللہ عزّ وجلّ سے محبت رکھتے ہیں، آپ نے فرمایا کہ مقرب تم ہی ہو۔

محبّت کی افضلیت

حضرت یحییٰ بن معاذؒ فرماتے ہیں کہ ایک رائی کے برابر محبت میرے نزدیک ۷۰ برس کی عبادت سے بہتر ہے جو بے محبت ہو

اور یہ بھی القیسی کا قول ہے کہ یا الٰہی! میں تیرے صحن میں کھڑا ہوں اور تیری ثنا میں مشغول ہوں۔ تو نے مجھ کو بچپن ہی سے لے لیا اور عباس اپنی معرفت کا در بر کیا اور اپنے لطف سے بہرہ ور کیا، احوال و اعمال و پردہ پوشی اور توبہ اور زہد اور شوق اور رضا اور محبت میں مجھ کو بدنثار رہا۔ اپنے حوضوں میں سے مجھ کو پلایا اور اپنے باغوں میں پھرایا۔ میں تیری عبادت اور تیرے قول میں مشغول رہا۔ اب جب میری مونچھیں نکلیں اور قدرت ہو گئی تو آج بڑا ہو کر میں تجھ سے کیسے پھر جاؤں؟ میں تو لڑکپن ہی سے ان امور کا تجھ سے عادی رہا ہوں، تو جب تک رہوں گا، انکسار کے ساتھ تیرے سامنے ہی گڑگڑاؤں گا۔ کیونکہ میں تجھ سے محبت کرتا ہوں اور ہر ایک محبت ہی سے مشغوف رہتا ہے اور اس کے غیر سے مصروف رہتا ہے۔

حضرت محمد بن واسع کا ارشاد

حضرت محمد بن واسعؒ فرماتے تھے کہ بہت سے لوگ ایسے ہیں جو یہ خیال کرتے ہیں کہ وہ اللہ کے محب ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ ان سے ناراض ہے۔

حضرت حسن بصریؒ کا قول

حضرت حسن بصریؒ جب یہ آیت پڑھتے وَاتَّقُوْنِ یٰٓاُولِی الْاَلْبَابِ اے ذی عقل لوگو مجھ سے ڈرتے رہو تو فرماتے اللہ نے اپنی محبت کے باعث ان کو عتاب کیا ہے۔

بندے کی اللہ سے محبّت کی علامت

حضرت سعید بن جبیرؒ فرماتے تھے کہ بندے کی اللہ سے محبت کی یہ علامت ہے کہ اس کی عبادت میں سخت رنج و تکلیف برداشت کرے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی محبت آرام سے حاصل نہیں ہوتی۔

محبّت کا بدلہ محبّت

حضرت جنید بغدادیؒ نے فرمایا ہے کہ یہ امر غور طلب ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کا کچھ عوض مقرر کر رکھا ہے۔ اس عوض

کے بدلے میں وہ شے حاصل ہو جاتی ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے محبتِ الٰہی کا کوئی عوض نہیں رکھا ہے تاکہ وہ قیمت بن سکے اور عوض ہو سکے اور محبت کا عوض محبت سے ہی ادا کیا جا سکے۔ محبت کا بدلہ محبت ہے۔ یہی اس پوری کائنات کا منشا اور مقصود ہے۔ لہٰذا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے بموجب اگر اللہ تعالیٰ کو اپنا لیا ہے تو پھر ہر طرح کے غیر اللہ سے کنارہ کش ہو جانا چاہیئے۔

محبت کیا چیز ہے

ایک دفعہ حضرت ذوالنون مصریؒ وعظ فرما رہے تھے۔ کسی نے اٹھ کر سوال کیا کہ محبت کیا چیز ہے؟ آپ نے فرمایا بیٹھ جاؤ۔ جب دریائے محبت میں جوش آئے گا تو بتاؤں گا۔ کچھ دیر کے بعد آپ نے محبت کے بارے میں بیان کرنا شروع کیا تو اس آدمی نے وہی سوال کیا۔ آپ نے فرمایا، محبت کی دو اقسام ہوتی ہیں۔ ایک مخلوق کی مخلوق کے ساتھ محبت اور دوسری مخلوق کی خالق کے ساتھ محبت۔

پہلی قسم کی محبت کے متعلق تم اچھی طرح جانتے ہو اور دوسری قسم کی محبت یہ ہے، یہ کہہ کر آپ نے اپنے گریبان میں ہاتھ ڈال کر اسے چاک کیا، کپڑے پھاڑ ڈالے اور نالہائے آہ و فریاد بلند کر کے سینہ پر ہاتھ مارنا شروع کیا اور فرمایا یہ محبت خالق ہے اس کے سوا اور کچھ بھی نہیں کہا جا سکتا۔

حکایت

حضرت رابعہ بصریؒ نے ایک دفعہ ریاح بن قیسی کو ایک بچے سے پیار کرتے ہوئے دیکھا تو فرمایا کہ ریاح! آپ کو کامیاب محب نہیں کہا جا سکتا کیونکہ آپ تو اس مختصر دل میں بھی اللہ کے سوا کسی اور کو جگہ دیتے ہیں۔ رابعہ بصریؒ کی یہ بات ریاح کے دل کو لگی اور اس پر غشی طاری ہو گئی۔ کچھ دیر کے بعد جب پسینہ پونچھتے ہوئے ہوش میں آئے تو بولے کہ رابعہؒ کی بات سچی تھی اور اس میں بہت ہی زیادہ ہیبت تھی۔

محبت کے تین اصول

حضرت سید عبد القادر جیلانی محبوب سبحانیؒ نے فرمایا ہے کہ محبت کے تین اصول ہیں۔ وفا، ادب اور مروّت۔

وفا یہ ہے کہ اللہ کی وحدانیت میں مشغول رہے، اپنے دل کو سب سے جدا کرلے اور صرف اسی کے نورِ ازل سے دل مانوس ہو جائے۔

ادب یہ ہے کہ حفظ اوقات و ماسوٰی سے انقطاع کرنا ہے۔

مروّت یہ ہے کہ قولاً و فعلاً صدق و صفا کے ساتھ ذکر اللہ پر قائم ہو جائے۔ ظاہر و باطن میں اغیار سے روگردانی کرلے۔ جب بندہ میں یہ تینوں خصلتیں جمع ہو جاتی ہیں تو لذتِ وصال پانے لگتا ہے اور اس کے اندر آتش شوق بھڑک اٹھتی ہے۔

حکایت

حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ نے بیان کیا ہے کہ ایک مرتبہ میں بخارا میں بطور مسافر کے وارد تھا۔ وہاں پر ایک شخص کو دیکھا جو ازحد یادِ الٰہی میں مشغول تھا لیکن نابینا تھا۔ میں نے پوچھا کب سے نابینا ہوئے ہو۔ فرمایا جب میرا کام کمالیت کو پہنچ گیا اور وحدانیت اور جلال اور عظمت پر نگاہ پڑنی شروع ہوئی تو ایک روز بیٹھے بیٹھے میری نگاہ ایک غیر پر جا پڑی۔ غیب سے آواز آئی اے مدعی! دعوٰی تو تو ہماری محبت کا کرے اور دیکھے غیر کی طرف۔ جب یہ آواز سنی تو ایسا شرمندہ ہوا کہ بات نہیں ہو سکتی تھی۔ بارگاہِ الٰہی میں دعا کی کہ جو آنکھ دوست کے سوا کسی غیر کو دیکھے وہ اندھی ہو جائے۔ ابھی یہ بات اچھی طرح نہ کہنے پایا تھا کہ دونوں آنکھوں سے اندھا ہو گیا۔

حکایت

ایک مرتبہ خواجہ بایزید بسطامیؒ مقام قرب میں پہنچے تو غیب سے آواز آئی کہ اے بایزید! آج تیری درخواست اور ہماری بخشش کا وقت ہے جو چاہتا ہے مانگ۔ ہم دیں گے۔ خواجہ صاحب نے سربسجود ہو کر عرض کیا کہ بندے کو خواہش سے کیا واسطہ، جو کچھ بادشاہ سے عطا ہوگا اسی پر راضی ہے۔ آواز آئی ہاں اے بایزید!

ہم نے تجھے آخرت دی۔ عرض کی کہ وہ دوستانِ الٰہی کا قیدخانہ ہے۔ پھر آواز آئی، اے بایزید! بہشت، دوزخ، عرش، کرسی اور جو ہماری ملکیت ہے سب کچھ تجھے دیا۔ عرض کی، نہیں! آواز آئی کہ پھر تیرا کیا مطلب ہے؟ عرض کی پروردگار! تجھے خود معلوم ہے آواز آئی اے بایزید! کیا تو ہمیں طلب کرتا ہے؟ اگر میں تیری طلب کروں تو پھر کیا کرے؟ یہ آواز سنتے ہی عرض کی کہ مجھے تیری قسم! اگر تو مجھے طلب کرے تو قیامت کے دن جب میرا حشر ہو تو دوزخ کے پاس کھڑے ہو کر ایک ہی آہ سے دوزخ کی آگ کو نابود کر دوں کیونکہ محبت کی آگ کے مقابلے میں دوزخ کی آگ کی کچھ حقیقت نہیں۔ جب یہ قسم کھائی تو آواز آئی اے بایزید! جو کچھ تو چاہتا ہے تجھے مل گیا۔

محبّت کے راز امانت ہوتے ہیں

حضرت ذوالنون مصریؒ کے بارے میں فرمایا جاتا ہے کہ آپ نے بیت اللہ شریف کے طواف کے دوران میں ایک مشک فام کو دیکھا اور سنا کہ وہ صرف ایک ہی لفظ اَنْتَ اَنْتَ (یعنی تو ہی ہے، تو ہی ہے) بار بار کہے جا رہا تھا مجھے اس ایک ہی لفظ پر کرید لگی اور میں نے اس شخص سے پوچھ لیا کہ اے بھائی! اس ایک ہی لفظ سے تمہارا کیا مطلب ہے؟ میرے اس سوال پر اس جوان مشک فام نے بتایا کہ اے میرے دوست! دو محبت کرنے والوں کی باتیں ایک راز ہوتی ہیں اور وہ راز ایک طرح کی امانت ہوتا ہے۔ راز کی باتوں کو فاش کرنا گستاخی اور بدعہدی ہے اور جس راز کے بیان کرنے میں زبان معذور ہوا سے قرطاس و قلم کے ذریعے بھی فاش کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ لیکن جب ان محبت کرنے والوں میں ایک جانب انسان ہوتا ہے تو پھر اس پر اللہ کے راز اور اسرار خود بخود ایک مظہر کے طور پر ظاہر ہونے لگتے ہیں۔ اس پر میں نے کہا کہ مجھے بھی کچھ دکھائیے تو اس مشک فام شخص نے کہا کہ جو قلوب اپنے پروردگار کی جانب مائل ہو جاتے ہیں اللہ انھیں اپنے متعدد راز تفویض فرما دیتا ہے اور یہ راز اس اللہ کی امانتیں ہیں اور اللہ کے عارف ان امانتوں

کے امین ہیں۔

خدا کی محبت کا فائدہ

حضرت محمد سعید مؤلف مرأۃ العاشقین نے لکھا ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی رحؒ کی خدمت میں عرض کیا کہ میرے دل میں اکثر یہ خیال آتا ہے کہ میں آپ کی توجہ سے عشق و محبت کے مرتبے کو پہنچوں، لیکن کیا کروں، نفسانی خطرے اور شیطانی وسوسے راستے میں حائل ہیں۔ فرمایا یہ کوئی ایک دو دن کا تھوڑا ہی کام ہے بلکہ تمام عمر راہِ حق میں صرف کر دینی چاہیئے خدا کی محبت جس قدر زیادہ ہو اسی قدر خطرات کم ہو جاتے ہیں۔ سالک کو راہِ حق میں تنگ حوصلہ نہ ہونا چاہیئے بلکہ ہمیشہ پُر امید رہنا چاہیئے کہ آہستہ آہستہ وہ قُربِ ذات کی منزل میں پہنچ جائے گا۔

حکایت

ایک مرتبہ داؤد طائی کو دیکھا کہ آنکھیں بند کیے ہوئے جھونپڑے سے باہر آئے۔ ایک درویش حاضر خدمت تھا۔ اس نے پوچھا کہ اس کا کیا سبب ہے؟ فرمایا پینتالیس سال سے میں نے آنکھیں بند کی ہوئی ہیں تاکہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو نہ دیکھوں۔ اس واسطے کہ یہ محبت نہیں کہ دوستی تو اللہ تعالیٰ سے کروں اور دیکھوں غیر کی طرف۔

حکایت

ایک مرتبہ خواجہ ذوالنون مصریؒ مکہ کی مسجد میں معہ اصحابِ طریقت بیٹھے تھے اور بات محبت کے بارے میں ہو رہی تھی۔ ایک صوفی نے سوال کیا کہ صوفی اور عارف کسے کہتے ہیں؟ خواجہ صاحبؒ نے فرمایا کہ صوفی اور عارف وہ ہیں جن کے دل کدورتِ بشریت سے آزاد ہوں اور دنیا اور حبِ دنیا سے صاف۔ جب ان میں یہ اوصاف پائے جائیں گے تو وہ اعلیٰ درجہ پائیں گے اور تمام مخلوقات سے برگزیدہ کہلائیں گے اور غیر دوست سے دور بھاگیں گے پھر وہ مالک ہو جائیں گے نہ کہ مملوک۔

محبّت کا اصل مقصد

حضرت بایزید بسطامیؒ کا قول ہے کہ اہلِ محبت کے نزدیک (خدا کی محبت کے مقابلے میں) بہشت کی کوئی اہمیت نہیں

محبت کے مدعی محبت کے پردوں میں محجوب ہوتے ہیں، بہشت اگرچہ بہت بڑی چیز ہے مگر مخلوق ہے اور خدا کی محبت خدا کی صفتِ نامخلوق ہے۔ جو کوئی نامخلوق (محبتِ خدا) کی بجائے مخلوق (بہشت) کی محبت میں گرفتار رہا اس نے اپنی اہمیت کھو دی۔ مخلوق دوستانِ حق کی نظر میں کوئی اہمیت نہیں رکھتی، دوستوں کے لیے دوستی ہی حجاب ہوتی ہے کیونکہ دوستی کے وجود سے خدا اور اپنے درمیان (دوئی) کو تسلیم کرنا پڑتا ہے لیکن دوئی توحید کے خلاف ہے۔ محبت کی راہ توحید سے توحید کی طرف ہوتی ہے۔ محبت کی راہ میں محبت ہی آفت اور بلا بن جاتی ہے۔ محبت میں مرید اور مراد کی ضرورت ہوتی ہے یا خدا مرید اور بندہ مراد ہو یا خدا مراد اور بندہ مرید ہو۔ اگر خدا مرید اور بندہ مراد ہو تو خدا کی نظر میں بندہ کی ہستی ثابت ہو گئی لیکن بندہ اگر مرید ہوا اور مراد طلب و ارادتِ خدا ہو تو آدمی کی اپنی ہستی سدِ راہ بن جاتی ہے۔ پس محب (آدمی) کا محبوب کے لیے فنا ہونا اس سے بدرجہا بہتر ہے کہ وہ محبت کے لیے فنا ہو۔

حقیقی محبت اللہ ہی کے لیے ہے

حضرت سید عبد القادر جیلانی بغدادی کا ارشاد ہے کہ محبت حقیقی معنوں میں اللہ تعالیٰ ہی کے لیے خاص ہے اور غیر اللہ کو اس میں داخل کرنا شرک ہے اس لیے کہ قلبِ انسانی فطری طور پر اللہ تعالیٰ کا مسکن ہے لیکن جب غیر اللہ کو اس میں اثر و نفوذ حاصل ہوتا ہے تو یہ توحیدِ الٰہی کی اہانت و خلاف ورزی ہو جاتی ہے۔

محبّتِ الٰہی کی علامت

حضرت سید احمد کبیر رفاعیؒ نے فرمایا ہے کہ جس نے اللہ تعالیٰ سے محبت رکھی اس نے اپنے آپ کو تواضع سکھائی۔ اور علائقِ دنیا سے اپنے آپ کو دور کر دیا۔ اپنے ہر حال پر اللہ تعالیٰ کو ترجیح دی۔

اور اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول رہا اور اللہ کے سوا کسی چیز میں رغبت نہ رکھی اور نہ حقائقِ باطن کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی عبادت میں کھڑا ہوگیا۔ اللہ تعالیٰ کی خاطر تواضع کرتے ہوئے منبر اور پلنگ کو چھوڑ دیا۔ چاہیے ان چیزوں تک اس کو رسائی حاصل تھی اور اس کی طرح ہوگیا۔

محبّت اور مصیبت

حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحؒ نے فرمایا ہے کہ جو شخص محبت کا دعویٰ کرے اور مصیبت کے وقت فریاد کرے وہ درحقیقت سچا دوست نہیں ہوتا بلکہ جھوٹا ہے اس واسطے کہ دوستی اس بات کا نام ہے کہ جو کچھ دوست کی طرف سے آئے اس پر راضی رہے اور لاکھوں شکر بجا لائے۔ اور دوسرے یہ کہ شاید اسی بہانے سے یاد کرے۔

محبّت میں دُوئی نہیں

ایک صاحبِ حال کی آرزو تھی کہ اسے اللہ کی محبت حاصل ہو۔ اس غرض سے وہ ہر صبح اٹھتا اور روتا کہ محبتِ دوست سے بہرہ ور ہو اور اپنا کوئی نام و نشان نہ بتلاتا یہاں تک کہ اس نے اپنی ہستی آتشِ عشق میں جلا دی بیگانہ نہ رہا لیکن حقیقت میں وہ یگانہ تھا پس جہاں محبت آجاتی ہے دوئی اٹھ جاتی ہے وہاں یگانہ ہی بننا پڑتا ہے کہ اس کے بغیر وصالِ محبوب کے شرف سے مشرف نہیں ہوسکتا اور یہ مثنوی پڑھی جو انھوں نے حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اوشی قدس سرہ العزیز سے ایک مجلس میں سماعت فرمائی تھی اور اس مثنوی کا ذوق اب تک محسوس فرماتے ہیں ؎

تا نفس من از عشق دوست زدم　　　خاست از ما بسے دوئی جز دوست

(جب سے میں عشق دوست کا دم بھر رہا ہوں، بہت ساری دوئی سوائے محبوب کے اٹھ گئی ہے)

اسرارِ محبّت کا اظہار

حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحؒ نے فرمایا ہے کہ جس وقت درویش اسرارِ محبت سے مالا مال ہو جائے اگر کچھ زبان

سے ظاہر فرمادے تو کوئی عیب نہیں کیونکہ جب ظرف میں جگہ ہی نہ رہے تو پھر اسے کہاں رکھے اور یہ حال کامل لوگوں کا ہے مگر وہ شخص جو آغازِ کار ہی میں اپنے اسرار غلبۂ شوق سے ظاہر کرنے لگ جائے تو یہ اس کی خام کاری کی دلیل ہے۔ کیونکہ جہاں تک ہو سکے ان انوار و اسرار کو اخفا میں رکھے مگر جب کثرتِ اسرار ہو جائے اور اس میں سے افشا کر دے تو بعض اہلِ سلوک نے معاف کیا ہے کیونکہ یہ جائز ہے۔

محبت کی دو قسمیں

حضرت شیخ شہاب الدین سہروردیؒ نے فرمایا ہے کہ محبت کی دو قسمیں ہیں، ایک محبتِ عام، دوسری محبتِ خاص۔

محبت عام کی تشریح حکم بجالانے سے ہوتی ہے یعنی حکم بجالانا محبتِ عام ہے۔ ایسا اوقات محبتِ عام مرکزِ علم سے نعمتوں اور احسانات کے باعث صادر ہوتی ہے ایسی محبت کا مخرج (سرچشمہ) صفات ہیں۔ بعض مشائخ نے محبت کو روحانی مقامات میں سے ایک مقام قرار دیا ہے۔ ایسی صورت میں یہ عام محبت وہ ہے جس میں انسان کی کوشش اور تدبیر کا دخل موجود ہے۔ یہ تو تھی محبتِ عام۔

محبتِ خاص ذات کی محبت کا نام ہے جو مشاہدہ روح سے پیدا ہوتی ہے اور اسی محبت میں سکرات لاحق ہوتے ہیں۔ یہ بندۂ حق پہ خداوند کریم کی جانب سے خاص احسان و عنایت ہے اس کا تعلق احوال سے ہے (یہ ایک حال ہے) کیونکہ یہ محض عطیہ ایزدی ہے اس میں بندے کی تدبیر اور کوشش کا کوئی دخل نہیں ہے۔ (عوارف المعارف)

حضرت سفیان ثوری کا فرمان

حضرت سفیان ثوریؒ فرماتے تھے کہ اگر کوئی شخص بُرا کام کرے اور وہ شخص جو اس کی دوستی کا دعویٰ کرتا ہو اس سے ناخوش نہ ہو تو اس کی محبت اللہ تعالیٰ کے لیے نہیں کیونکہ اگر یہ اللہ کے لیے ہوتی تو وہ ضرور اس کی نافرمانی پر ناراض ہوتا۔

محبت صرف اللہ کے لیے ہونی چاہیئے

روایت ہے کہ ایک دن حضرت علیؓ اپنے دونوں صاحبزادوں امام حسنؓ اور امام حسین رضی اللہ عنہما کو زانوؤں پر بٹھا کر ان کے چہروں کو دیکھ رہے تھے۔ اس کیفیت کو محسوس کرتے ہوئے حضرت حسنؓ جو بڑے تھے انھوں نے والد سے کہا کہ آپ ہم سے بے حد محبت فرماتے ہیں۔ اس پر حضرت علیؓ نے سکوت کیا تو حضرت حسنؓ نے دوبارہ کہا کہ کیا آپ کو یہ زیب دیتا ہے کہ آپ اپنے اللہ کے سوا کسی اور سے اپنی محبت کا اظہار کریں۔ اس یاددہانی پر حضرت علیؓ بہت گرویدہ ہوئے تو حضرت حسنؓ نے ایک بار پھر سچی بات کی جانب اشارہ کیا کہ محبت صرف اللہ کا حق ہے اور اللہ سے محبت صرف اللہ ہی کے لیے ہونی چاہیئے۔ اللہ سے مخصوص محبت میں کسی دوسرے کی شرکت ممکن نہیں۔

کیا تمھارے دل سے ہماری محبت ختم ہو گئی؟

حضرت فتح موصلیؒ نے ایک بار کسی معصوم بچے کو اٹھا کر سینے سے لگایا اور اس کا منہ چوم لیا اس پر غیبی آواز آئی کہ آج کے دن سے تیرے دل سے ہماری محبت ختم ہو گئی۔ اس سرزنش پر وہ بزرگ ایک زوردار چیخ مار کر بیہوش ہو گئے۔

حکایت

حضرت فتح موصلیؒ نے فرمایا کہ میرے دل میں میرے بیٹے کی محبت بھی جاگزین ہونے لگی تھی۔ میں بیٹے سے پروانہ وار محبت اور شفقت کے بعد جب رات کو تلاوت کرنے لگا تو وہ پہلے کی سی کیفیت اور نشاط پیدا نہ ہو سکی۔ وظائف میں بھی لطف نہ ملا۔ دعاؤں میں بھی ارتکاز پیدا نہ ہو سکا۔ پھر عالم نوم میں مجھے باور کرایا گیا کہ اے فتح! مجھ سے دور ہو کر غیر کے پاس جانے والوں کا یہی حشر اور کیفیت ہوتی ہے، اس پر فتح موصلیؒ نے التجا کی کہ اے پروردگار! میں اپنے بیٹے کو راہِ حق پر لانے کے لیے اسے شفقتِ پدری دینا چاہتا تھا۔ لیکن اللہ تعالیٰ کو کچھ اور ہی منظور تھا، وہی بچہ اگلے لمحے یکسر باپ کی بیداری سے بے خوف بشریات کو پیشاب کرنے کے لیے اٹھا تھا کہ کنویں میں گر کر داعیٔ اجل ہو گیا۔

حکایت دورانِ سفر ایک عارف کی سواری بھی جاتی رہی اور زادِ راہ بھی نہ رہا۔ پریشانی کے عالم میں اس بزرگ نے کسی کنویں کی جانب رجوع کیا۔ کنویں میں دیکھا تو وہ زر و مال سے بھرا ہوا تھا اور زر و جواہر کنویں سے خود بخود اُبل کر باہر آنے لگے۔ اس کے ساتھ غیبی آواز بھی سنائی دینے لگی کہ جو کوئی دنیا کا طالب ہے ہم اسے دنیا دیتے ہیں اس کا میرے ساتھ کوئی سروکار نہیں رہتا اس غیبی صدا پر اس بزرگ نے کنویں سے نکلتے ہوئے زر و جواہر دوبارہ کنویں میں پھینک دیے۔ اس پر دوبارہ صدا آئی، اے میرے ساتھی، اے میرے دوست! پھر عارف بزرگ نے التجا کی کہ اے میرے محبوب! اے میرے مولیٰ! تیری ذات اور پناہ کے سوا میرا ہر ارادہ متروک ہے، مجھے اپنے درِ اقدس سے دور نہ ہٹا۔

مقامِ محبّت حضرت جنید بغدادیؒ نے فرمایا ہے کہ اگر آپ اللہ سے محبت رکھنے کے طالب ہیں اور معرفتوں کی لذت سے روح کو مشرف و نہال کرنا چاہتے ہیں تو آپ کے لیے لازم ہے کہ اپنی نظر کو اللہ کے سوا کسی بھی دوسری جانب بھٹکنے نہ دیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کی محبت کا یہی تقاضا ہے کہ بندے کی نظر اس سے ہٹ کر کہیں اور نہ بھٹکے اور نہ اٹکے۔ اللہ کی محبت میں اسی سے وصل کی طلب کرنی چاہیئے اسی کا قرب منشا ہو۔ اس حالت اور کیفیت میں اللہ کی جانب لگنے والی نظریں کسی دوسری چیز کو دیکھ ہی نہ سکیں انھیں کچھ اور دکھائی ہی نہ دے۔ ان ظاہری نگاہوں کے کلی طور پر اللہ تعالیٰ کی جانب لگنے سے دل کی آنکھیں کھلتی ہیں۔ پھر اس طرح ظاہری آنکھیں ایسے نظاروں اور امور کو دیکھتی ہیں کہ جن سے دل کو خوشی ملتی ہے۔ دل شاد ہوتا ہے اس طرح اللہ کی جانب لو لگانے سے اللہ کے سوا جو کچھ ہے وہ معدوم ہو جاتا ہے۔ غیر اللہ غائب ہو جاتا ہے۔

غیر اللہ کے غائب ہو جانے سے اللہ تعالیٰ کا نظارہ ہوتا ہے اور اللہ اپنے نظارے کے لیے اپنے بندے کے دل کو وسعت و گہرائی بخشتا ہے تاکہ اللہ تعالیٰ کی زیادہ سے زیادہ

تجلیات اسی کے دل کی وسعتوں اور پہنائیوں میں سما سکیں اور اس طرح پوری کائنات پر بھی واضح ہو جائے کہ بندے نے غیر اللہ کو چھوڑ کر صرف اور صرف اللہ ہی کو اپنا لیا ہے۔ اس صورت میں کائنات گواہی دیتے ہوئی خوشی محسوس کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ خود اس سطح اور درجہ پر شرفِ قبولیت بخشتے ہوئے بندے کو ولایت کے منصب سے سرفراز فرماتے ہیں اس طرح بندہ دنیا کے تمام جاری و ساری نظام سے علیحدہ ہو کر عنایتِ خاص کے حوالے سے اللہ تعالیٰ کی محبت کی شاہراہ پر گامزن ہو جاتا ہے۔ ایسی صورت میں بندے کی زبان اور انداز اہلِ عشق کے سے ہو جاتے ہیں۔ وہ محبت کا مدعی ہو جاتا ہے اس کے اعمال میں بھی محبت آ جاتی ہے۔ پھر وہ محبت کا جواب بھی محبت ہی سے دینے کا خوگر ہو جاتا ہے۔ محبت کے جذبہ اور جوش کی یہ کیفیت بندے کے اندر خود کئی اہم تبدیلیاں پیدا کرتی ہے۔ یہ تبدیلیاں خوش آئند اور خوشگوار ہوتی ہیں اور اس مرحلہ عشق پہ مصائب اور دشواریاں خود بخود آسان ہو جاتی ہیں۔ یہ وہ مقام و مرتبہ ہوتا ہے کہ سالک اس واردات کو بیان کرنے سے عاری ہو جاتا ہے۔ وہ اپنے مقامات کا ذکر اور بیان کرنے سے محو نہیں ہونا چاہتا لیکن اس کے ساتھ ساتھ وہ ان مقامات کا شکر ادا کرنے کی خاطر اپنے آپ سے تو ان کا بیان ضرور کرتا رہتا ہے۔ اس تکرار سے اس میں پختگی پیدا ہوتی ہے اور حاصل کردہ مقامات کو دوام ملتا ہے۔

محبت میں غیر کی طرف نہ دیکھو

حضرت بایزید بسطامیؒ فرماتے ہیں کہ مجھے مسلسل تیس سال تک جنت اور اس کے اندر موجود نعمتیں اور نظارے دکھائے جاتے رہے لیکن میں نے کبھی ان کی جانب اس خیال سے توجہ نہ دی کہ میرا محبوب کہیں اس عمل کو ناپسند نہ فرمائے لیکن ایک دن سہواً میری نظر جنت کی ایک حور کی طرف اٹھ گئی تو اس ایک نظر کی پاداش میں دس دن تک میں اللہ کی جانب سے روحانی فیوض سے محروم رہا۔

دعویٰ محبّت

جو شخص خلوت میں پرہیزگار نہ ہو اور محبتِ الٰہی کا دعویٰ کرے وہ جھوٹا ہے، جو مال و اسباب نہ خرچے اور جنت کی محبت کا مدعی ہو وہ جھوٹا ہے۔ جو پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت کا مدعی ہو اور فقرا یا فقیروں کو دوست نہ رکھے وہ کذّاب ہے۔ تو سر کی آنکھ سے دنیا کو، قلب کی آنکھ سے آخرت کو اور باطن کی آنکھ سے مولا کو دیکھ سکتا ہے۔ مخلوق کے ساتھ اس ادب سے رہ کر تیری آواز کسی کی آواز سے بلند نہ ہو۔ گناہوں کے ساتھ خدا کا مقابلہ نہ کر۔ اس کے افعال کی بابت معارض نہ بن۔ بشر بن الحارثؒ فرماتے ہیں کہ میں نے بغداد کے محلہ شرقیہ میں ایک شخص کو دیکھا کہ اس کے ہزار کوڑے لگے اس نے کچھ اُف نہ کیا۔ پھر اس کو قید خانے میں لے جایا گیا۔ میں اس کے پیچھے گیا اور پوچھا کہ تجھ کو کیوں مارا گیا؟ اس نے کہا اس لیے کہ میں عاشق ہوں۔ میں نے پوچھا کہ تو چپ کیوں رہا؟ اس نے کہا کہ میرا معشوق مجھے دیکھتا تھا۔ میں نے کہا کہ پھر کیا ہی اچھا ہو جو تو معشوقِ حقیقی کی طرف دیکھے۔ یہ سن کر اس نے ایک چیخ ماری اور پچھاڑ کھا کر مر گیا۔

اللہ تعالیٰ سے محبّت کی علامت

عروۃ الرقیؒ فرماتے تھے کہ آدمی کا اللہ سے محبت کرنا قرآن مجید کی محبت اور اس پر عمل کرنے کا نام ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرنا آپ کی سنت پر عمل کرنا ہے۔ مطرف بن عبداللہؒ فرماتے تھے کہ بندے کی اللہ سے محبت یہ ہے کہ اس کی کتاب کی تلاوت سے ملول نہ ہو۔

نماز کی اصلیّت

ایک شخص نے بلند آواز میں سیدی علی خواصؒ سے دریافت کیا کہ کیا آپ نے عصر کی نماز ادا کر لی ہے؟ آپ خاموش رہے اور اس کو کچھ دیر تک جواب نہ دیا۔ پھر فرمایا کہ دوبارہ مجھ سے دریافت نہ کرنا ورنہ مجھ سے جھوٹ بلوائے گا کیونکہ نماز اس کو کہتے ہیں جس میں بندہ اول سے آخر تک اپنے پروردگار

کے ساتھ اس طرح کھڑا ہو کہ اس کے دل میں محبتِ الٰہی اور اس کے حضور میں کھڑا ہونے کے سوا اور جو کچھ اس میں پڑھتا ہے اور قرأت و رکوع و سجود وغیرہ کے علاوہ کوئی خیال نہ آئے۔ اس آدمی نے عرض کی کہ اگر مجھے نماز کے بارے میں آپ سے دریافت کرتا ہو تو کیا کہا کروں؟ آپ نے فرمایا کہ تو یوں کہو کہ لوگوں کے ساتھ فلاں وقت میں اٹھ بیٹھ چکے ہیں یا نہیں؟

محبتِ الٰہی کی گرمی

عبدالواحد بن زید رحؒ فرماتے تھے کہ میں ایک آدمی کے پاس سے گزرا جو برف پر سویا ہوا تھا۔ میں نے اسے کہا کیا تجھے سردی کی تکلیف محسوس نہیں ہوتی؟ اس نے جواب دیا کہ جس نے اللہ تعالیٰ کی محبت کا مزہ چکھ لیا اسے سردی گرمی کی تکلیف محسوس نہیں ہوتی۔ اس کی مراد محبتِ کامل سے ہے جو اپنے اپنے مقام کی نسبت سے ہو۔

حکایت

ذوالنون مصریؒ فرماتے ہیں کہ مجھ سے بعض احباب نے کہا کہ کوہ مقطم میں ایک لڑکی اللہ تعالیٰ کی بہت عبادت کرنے والی ہے میرے دل میں اس سے بھی ملنے کا شوق ہوا اور وہاں پہنچ کر اسے تلاش کیا وہ نہ ملی۔ مگر ایک عابد زاہد لوگوں کے ایک گروہ میں سے ایک شخص سے ملا اور ان سے حال پوچھا تو کہا، تم داناؤں سے بھاگتے ہو اور دیوانوں کو پوچھتے ہو۔ میں نے کہا آپ بتا تو دیں کہ وہ مجنونہ کہاں ہے؟ کہا کہ وہ فلاں جنگل میں ہے۔ میں ان کے بتائے ہوئے پتہ پر گیا۔ دور سے ایک غمناک آواز سنی۔ میں اس آواز کے پیچھے گیا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ ایک لڑکی پتھر کی ایک چٹان پر بیٹھی ہے۔ میں نے اسے سلام کیا اس نے سلام کا جواب دے کر کہا ذوالنون! تمھیں دیوانوں سے کیا کام۔ میں نے کہا کہ کیا تو دیوانی ہے؟ کہا اگر دیوانی نہ ہوتی تو لوگ مجھے دیوانی کیوں کہتے۔ میں نے کہا کہ تجھے کس شے نے دیوانہ بنا دیا؟ کہا ذوالنون! اس کی محبت نے مجھے دیوانہ اور اس کے شوق نے حیران کر دیا اور اس کی دریافت نے قلق اور تڑپ میں ڈال دیا کیونکہ محبت تو

قلب ہی ہوتی ہے اور شوق فؤاد میں اور دریافت کرنا سر میں، میں نے پوچھا لڑکی! کیا فؤاد اور شے ہے اور قلب اور کچھ ہے؟ کہا ہاں فؤاد قلب کے نور کو پورا لیتے ہیں اور سر فؤاد کے نور کو۔ سو قلب تو محبت کرتا ہے اور فؤاد مشتاق ہوتا ہے اور سر پاتا ہے۔ میں نے پوچھا سر کس شے کو پاتا ہے؟ کہا حق کو۔ میں نے کہا حق کو کسی طرح پاتا ہے؟ کہا ذوالنون! حق کو پانا بلا کیف ہوتا ہے۔ میں نے کہا بھلا تیرا حق کو پانے میں صادق ہوتا کیا ہے؟ یہ سنتے ہی اس نے رونا شروع کر دیا اور اس قدر روئی کہ قریب تھا کہ اس کی جان تک نکل جائے۔ جب ہوش میں آئی تو بہت سے ہائے کے نعرے مارے۔ اس کے بعد چند اشعار درد انگیز پڑھے۔ پھر ایک چیخ ماری اور کہا دیکھ صادق اور سچے لوگ اس طرح جاتے ہیں۔ پھر اس پر غشی طاری ہوئی۔ میں نے پاس جا کر جو اسے ہلایا تو مردہ پایا میں نے کوئی چیز ڈھونڈی جس سے اس کے لیے قبر کھودوں۔ دیکھا تو وہ میری نظروں سے غائب ہو گئی۔ رحمۃ اللہ علیہا۔

حکایت

حضرت کلیم اللہ جہاں آبادی کے الفاظ میں نجانے کیا سحر تھا کیا کشش تھی کہ لوگ آپ کے الفاظ کے سحر میں جکڑے بنا نہ رہ سکتے تھے اور آپ کے ایک ہی لفظ سے لوگوں کی تقدیریں بدل جایا کرتی تھیں۔ جس شہر میں آپ مقیم تھے، وہاں ایک شخص ایک حسینہ کی محبت میں دیوانہ بنا گلیوں میں گھومتا پھرتا اور اس عورت کے مکان کے گرد چکر پہ چکر لگاتا اور اس کی ایک جھلک دیکھنے کے لیے ہفتوں اس کے گھر کے آگے ڈیرہ جمائے رہتا مگر وہ عورت بھی بے مروتی میں اپنی مثال آپ تھی اور اس دیوانے پر ذرا التفات نہ برتتی البتہ اس کا دیوانہ حال سے بے حال ہوا اسی کے نام کا ورد کرتا رہتا۔

ایک دن وہ آپ کے ہاتھ لگا تو آپ نے ملامت بھری نظروں سے اسے دیکھتے ہوئے کہا کہ میاں! یہ کیا حالت بنا رکھی ہے۔ ایک عورت کے لیے یہ دیوانگی یہ مشقت اٹھاتے پھرتے ہو جہاں سے حاصل بھی کچھ نہیں ہوا اور نہ ہونے کی امید ہے اگر یہی محنت و مشقت

رب العزت، اپنے خالق کی عبادت میں اٹھائی ہوتی تو تجانے اس کی نظر کرم میں کہاں سے کہاں تک پہنچ گئے ہوتے۔ تو اس بے مروت کا خیال دل سے نکال کر اللہ کی محبت میں کیوں گرفتار نہیں ہوتا۔ اب بھی وقت ہے سنبھل جا، وہ بڑا غفور رحیم ہے۔ خدا کی رحمت کا دامن اس قدر وسیع ہے کہ تم اس میں یقیناً سما جاؤ گے۔ اس کے سایۂ رحمت میں تو ایک کائنات آسکتی ہے۔

پھر یہ آپ کی باتوں اور نصیحت کا سحر ہی تھا کہ وہ شخص جو اپنی محبوبہ کے لیے مرنے مارنے پر تلا رہتا تھا اس کے لیے ہر نعمت ٹھکرانے کو تیار تھا وہ آپ کی باتوں سے محبوبہ کو بھلا کر خدا سے لو لگا بیٹھا۔ آپ نے بھی اس کی ہر راہ پر مکمل راہنمائی کی اور اسے فلاح کی ایسی راہ دکھائی کہ جلد ہی وہ ایک کامل عارف کے طور پہ جانا پہچانا جانے لگا اور یہ سب آپ کی قابلِ اثر تبلیغ کا ہی اثر تھا۔

خدا کے ساتھ نیک خوئی

اللہ تعالیٰ کے ساتھ نیک خوئی یہ ہے کہ اس کے تمام احکام بسر و چشم بجالائے جائیں۔ جن چیزوں سے منع فرمایا گیا ہے ان سے باز رہیں۔ ہر حالت میں اپنا استحقاق قائم رکھنے کے لیے اس کی اطاعت و عبادت پر کمربستہ رہیں۔ قضائے الٰہی سے جو کچھ مقدر ہو چکا ہے اس پر صبر و شکر کریں اس پر کوئی اعتراض نہ کریں۔ خدا کو وحدہٗ لاشریک جانیں کسی شک و شبہ کے بغیر اسے اپنے وعدے کا سچا جانیں۔

حکایت

حضرت عطار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ آپ ایک بازار سے گزر رہے تھے ایک جگہ سرعام مجمع سا نظر آیا۔ قریب پہنچے تو کیا دیکھتے ہیں کہ ایک دیوانی لڑکی سر بازار فروخت ہو رہی ہے آپ نے سات دینار کے عوض اسے خرید لیا اور اپنے ساتھ گھر لے آئے۔ جب رات کا کچھ حصہ گزرا اور آپ نیند سے بیدار ہوئے تو دیکھا کہ وہ لڑکی اپنے بستر سے اٹھی وضو کیا اور نماز کے لیے کھڑی ہو گئی۔ نماز میں اس کی یہ حالت تھی کہ رقت اور آنسوؤں

کے سیلاب سے اس کا دم گھٹا جا رہا تھا اور درگاہِ الٰہی میں گڑگڑا کر یہ مناجات کرتی تھی کہ اے ربِ حقیقی! تجھے مجھ سے محبت رکھنے کی قسم مجھ پر رحم فرما۔

اس کا یہ حال دیکھ کر حضرت عطاءؒ پر اس کے جنون اور دیوانگی کا راز منکشف ہو گیا۔ آپ نے اس کی مناجات سن کر اس سے مخاطب ہو کر فرمایا اے لونڈی! اس طرح نہ کہو بلکہ یوں کہو کہ اے اللہ! تجھ کو میری محبت رکھنے کی قسم! یہ سن کر وہ بولی، چل دور ہو مجھے قسم ہے اس معبود کی اگر اسے مجھ سے محبت نہ ہوتی تو تجھے میٹھی نیند نہ سلاتا اور مجھے یوں کھڑا نہ رکھتا۔ اس کے بعد وہ منہ کے بل فرش پر گری اور عربی میں چند اشعار پڑھے، جن کا مطلب یہ تھا:

"اضطراب کا وصف جمع ہوتا ہے اور دل کا وصف جلنا، صبر علیحدہ چیز ہے اور آنسو آگے بڑھنے والے ہیں جن کو عشق اور شوق کے حملوں سے چین نہیں اس کے لیے قرار بے معنی سی شے ہے۔ میرے رب! اگر کوئی ایسی شے ہو کہ اس سے غم و حزن رفع ہو تو جب تک کچھ جان باقی ہے، اس سے مجھے ممنون فرما۔"

اس کے بعد اس نے بلند آواز سے کہا اے معبود! میرا اور تیرا معاملہ اب تک پوشیدہ رہا مگر اب مخلوق کو خبر ہو چکی ہے، مجھے اپنے پاس بلا لے۔ یہ کہہ کر اس نے ایک چیخ بلند کی اور اس کی روح پرواز کر گئی۔

حکایت حضرت بو علی شاہ قلندرؒ ایک روز مسجد قوت الاسلام میں وعظ فرما رہے تھے وعظ کے دوران میں ایک فقیر مسجد کے دروازے پر آیا اور با آواز بلند کہا شرف الدین! تم جس کام کے لیے پیدا ہوا ہے وہ بھول گیا۔ یہ کہہ کر فقیر چل دیا اور آپ کے دل میں جذبہ محبتِ الٰہی پیدا ہوا اور رہبر کی تلاش کی فکر ہوئی۔ آخر آپ شیخ شہاب الدین کے مرید ہوئے اور ریاضت میں مشغول ہو گئے۔ تمام کتابیں دریا میں ڈال کر بارہ برس دریا میں کھڑے

رہے یہاں تک کہ مچھلیوں نے آپ کی پنڈلیوں کا گوشت کھالیا۔ اسی حالت میں حضرت خضرؑ سے ملاقات ہوئی۔ جب بارہ برس ہو گئے تو غیب سے آواز آئی کہ شرف الدین! تیری عبادت ہم نے قبول کر لی۔ مانگ کیا مانگتا ہے؛ عرض کیا اے پروردگار تو عالم الغیب ہے، مجھ کو تیرے سوا اور کچھ درکار نہیں۔ اسی جگہ تیری محبت میں جان دیدوں گا۔ پھر غیب سے ندا آئی کہ پانی سے نکل، تجھ سے بہت کام لینا ہیں۔ پھر آپ نے عرض کیا کہ تو اپنے ہاتھ سے نکال لے میں تو از خود دریائے محبت سے قدم باہر نہ رکھوں گا۔ یہ کہہ کر آپ کو استغراق ہو گیا۔ اس وقت دیکھا کہ ایک بزرگ نے گود میں اٹھا کر آپ کو کنارے پر ڈال دیا ہے۔ آپ نے آنکھ کھول کر کہا اے شخص یہ تو نے کیا کیا۔ میری اتنے دنوں کی محنت بیکار گئی۔ اگر تھوڑی دیر میں اور دریائے محبت میں رہتا تو اپنی مراد کو پہنچ جاتا۔ بزرگ نے ارشاد فرمایا کہ میں (حضرت) علیؓ ہوں، تو نہیں جانتا کہ مجھ کو ید اللہ کہتے ہیں۔ یہ سنتے ہی حضرت پروردگار عالم کا شکر بجالائے اور حضرت سیدنا کی قدمبوسی کی۔ حضرت علی رضؓ چند نکاتِ وحدت تعلیم فرما کر روپوش ہو گئے۔ آپ اسی وقت سے مست الست ہو گئے۔ تمام علوم دین و دنیا آپ پر روشن ہو گئے اس دن سے آپ شرف الدین بو علی شاہ قلندر کے نام سے مشہور ہوئے۔

حکایت

نقل ہے کہ ایک بزرگ کی کسی نے دعوت کی اور اپنے گھر لے گیا۔ وہاں پہنچ کر کہا کہ تھوڑی دیر میں تشریف لائیے ابھی کھانا تیار نہیں ہوا۔ وہ لوٹ آئے، اسی وقت دوڑا آیا کہ چلیئے کھانا ٹھنڈا ہوتا ہے۔ جب اس کے گھر آئے تو کہا ذرا دیر کے بعد آنا۔ غرض اسی طرح ان بزرگوار کو سات بار دوڑایا اور ان اخلاق مجسم کی تیوری پر ذرا بل نہ آیا۔ ہر بار خندہ پیشانی سے آتے اور جاتے رہے اور حرف شکایت زبان پر نہ لائے اس کے بعد اس شخص نے بہت معذرت بھی، خطا معاف کرائی اور کہا کہ اس قدر گستاخی اور تکلیف دہی صرف واسطے آزمائش اور آپ کے حلم دریافت کرنے کو کی ہے۔ ان بزرگ نے فرمایا یہ کیا بڑی بات ہے، ہر کتے میں یہ خصلت موجود ہے کہ جب اس کو کھانا دکھاؤ گے فوراً چلا آئے گا اور جب جھڑک دو گے چلا جائے گا۔ جب چاہو آزمالو۔

محبت کا ظاہر و باطن

کہا جاتا ہے کہ محبت کا ظاہر بھی ہے اور باطن بھی۔ اس کا ظاہر تو رضائے محبوب ہے اور اس کا باطن یہ ہے کہ وہ محبوب پر اس طرح فریفتہ ہو کہ محبوب کے سوا کسی چیز کا ہوش نہ رہے، نہ دوسروں سے اس کا تعلق باقی رہے اور نہ اپنی ذات سے اس کا کچھ تعلق رہے۔

ایک لڑکی کی اللہ سے محبت

حضرت ابو القاسم جنیدؒ ایک مرتبہ تن تنہا بیت اللہ شریف تشریف لے گئے اور وہاں کی مجاورت اختیار فرمائی۔ آپ کی عادت تھی کہ جب رات کو کافی تاریکی چھا جاتی تو آپ طواف کرتے۔ ایک رات جب آپ حسبِ معمول طواف میں مشغول تھے۔ اچانک آپ نے ایک نو عمر لڑکی کو دیکھا جو بیت اللہ کا طواف کرتی جا رہی تھی اور یہ اشعار نہایت ذوق و شوق کے ساتھ گاتی جاتی تھی۔

"میں نے عشق و محبت کو بہت چھپایا لیکن یہ کسی طرح نہیں چھپ سکتا۔ اس نے تو میرے پاس ہی ڈیرا ڈال دیا۔ جب مجھے محبوب کا شوق زیادہ ہوتا ہے تو میرا دل اس کی یاد سے حیران و مضطرب ہو جاتا ہے اور میں اپنے محبوب کا قرب ڈھونڈتی ہوں۔ وہ مجھے اپنے قرب کی دولت سے محروم نہیں کرتا بلکہ قریب تر ہو جاتا ہے، اور میرا محبوب متجلی ہوتا ہے تو میں فنا ہو جاتی ہوں۔ پھر اس کی دستگیری سے زندہ ہو جاتی ہوں اور وہی میری مدد کرتا ہے۔ حتیٰ کہ میں اس کی عنایات سے لذت حاصل کرتی ہوں۔"

حضرت جنیدؒ نے یہ دیکھا تو اس لڑکی سے فرمایا کہ اے لڑکی! کیا تو اللہ کے غضب سے نہیں ڈرتی کہ بیت اللہ شریف میں ایسے اشعار گاتی ہے؟ پھر وہ حضرت سے مخاطب ہو کر بولی اے جنید! اگر مجھے خدا کا خوف نہ ہوتا تو میں خوابِ شیریں کی لذتوں کو اٹھا کر یہاں کیوں آتی اس کا خوف ہی تو ہے جس نے مجھے وطن سے بے وطن کر دیا۔ میں اسی کے عشق میں تو بھاگی

پھرتی ہوں۔ اسی کی محبت نے تو دل و دماغ کو حیرت خانہ بنا دیا ہے۔ پھر اس نے حضرت جنیدؒ سے کہا، جنید! بتاؤ تم بیت اللہ کا طواف کرتے ہو یا بیت اللہ کے رب کا؟ آپ نے فرمایا میں تو بیت اللہ کا طواف کرتا ہوں۔ یہ سن کر اس نے آسمان کی طرف منہ اٹھایا اور بولی سبحان اللہ! تیری بھی کیا شان ہے کہ جو لوگ خود پتھروں کے ہیں وہ پتھروں کا ہی طواف کرتے ہیں۔ حضرت فرماتے ہیں کہ اس کے بعد آپ پر ایسی کیفیت طاری ہوئی کہ بیہوش ہو گئے جب ہوش آیا تو پھر اس لڑکی کو نہ دیکھا۔

حکایت در تقاضائے محبت

ایک دفعہ ایک شخص ایک درویش کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آداب بجالایا اور عرض کی کہ حضرت! جب آپ پر محبتِ حق میں خاص وقت و حال طاری ہو تو اس غلام کو بھی یاد فرمائیں درویش مسکرائے اور کہا اے عزیز! اس حال و وقت پر افسوس ہے کہ جب میں محبتِ الٰہی میں مشغول ہوں اور تیری یاد آئے اور میں مشغولیتِ خدا سے تیری طرف دھیان دوں اور حضرتِ حق سے باز رہوں۔

حکایت

حضرت خواجہ حسن بصریؒ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ ایک خوبصورت عورت منہ کھولے ہوئے ننگے سر غصہ کی حالت میں میرے پاس آئی اور اپنے شوہر کا شکوہ کرنے لگی۔ میں نے کہا کہ پہلے تم اپنا ہاتھ منہ تو ڈھانپ لو لیکن اس نے جواب دیا کہ شوہر کے عشق میں میری عقل کھو گئی ہے اور اگر آپ آگاہ نہ کرتے تو میں اسی طرح بازار چلی جاتی اور مجھے بالکل بھی محسوس نہ ہوتا لیکن یہ عجیب بات ہے کہ آپ کو عشقِ الٰہی کا دعویٰ بھی ہے اور اسی کی روشنی میں آپ سب کو دیکھتے ہیں۔ اس کے باوجود بھی آپ اپنے ہوش و حواس پہ قائم ہیں۔

حکایت

حضرت بایزید بسطامیؒ مسجد میں چالیس برس مقیم رہے لیکن اس درجہ محتاط تھے کہ مسجد کے اندر کا اور مسجد سے باہر کا لباس جدا جدا ہوتا تھا اور اس

عرصہ میں سوائے مسجد کی دیوار کے آپ نے کسی چیز سے ٹیک نہیں لگائی۔ آپ فرمایا کرتے کہ میں نے چالیس برس تک عام انسانوں کی غذا چکھی تک نہیں۔ کیونکہ میرا رزق کہیں اور سے آتا تھا اور اس دوران اپنے قلب کی نگرانی میں مصروف رہا۔ اس کے بعد جب غور کیا، تو ہر سمت بندگی اور خدائی نظر آئی۔ پھر تیس سال خدا کی جستجو میں گزارے۔ اس کے بعد خدا کو طالب اور خود کو مطلوب پایا اور اب تیس سال سے یہ کیفیت ہے کہ جب خدا کا نام لینا چاہتا ہوں تو پہلے تین مرتبہ اپنی زبان کو دھو لیتا ہوں۔

حکایت حضرت شیخ شبلیؒ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں نے ایک دیوانے کو دیکھا جس کو بازار کے لڑکے پتھر مار رہے تھے اور وہ لہولہان بھاگتا جا رہا تھا۔ میں نے ان لڑکوں کو جھڑکا کہ اس غریب کو کیوں ستاتے ہو۔ لڑکوں نے کہا جناب آپ اس معاملہ میں دخل نہ دیں ہم اسے مار کر ہی دم لیں گے کیونکہ یہ بدبخت کافر ہے۔ میں نے کہا تمھیں کیسے معلوم ہوا کہ یہ کافر ہے؟ انھوں نے کہا، جناب! یہ کہتا ہے کہ میں خدا سے باتیں کرتا ہوں اور پھر حق تعالیٰ کو خطاب کر کے عجیب عجیب باتیں کرتا ہے۔ میں نے کہا اچھا ذرا ٹھہرو کہ میں اس سے کچھ باتیں کر لوں۔

چنانچہ میں دیوانے کے قریب گیا تو دیکھا کہ وہ آپ ہی آپ باتیں کر رہا ہے اور ہنس ہنس کر کہہ رہا ہے بس یہ تو نے خوب کیا کہ ان لڑکوں کو مجھ پر مسلط کر دیا تاکہ ستائیں۔

میں نے کہا، تم نے سنا کہ یہ لڑکے کیا کہتے ہیں؟ اس نے میری طرف پلٹ کر دیکھا اور کہا "ابی شبلی"! پھر پوچھا یہ لڑکے کیا کہتے ہیں؟ میں نے کہا کہتے ہیں کہ تم اپنے گمان میں خدا کو دیکھتے ہو اور اس سے باتیں کرتے ہو۔ یہ الفاظ سنتے ہی اس نے جوش و خروش سے ایک نعرہ مارا اور کہا، شبلی! قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے اپنی محبت میں مبتلا کیا اور پھر اپنے قرب و بُعد کے درمیان اٹکا رکھا ہے اگر وہ ایک چشم زدن کے لیے بھی میری نگاہوں سے اوجھل ہو جائے تو میں تڑپ تڑپ کر ہلاک ہو جاؤں۔ پھر یہ شعر پڑھا:

خیالك فی عینی وذکرك فی فی
ومثواك فی قلبی فاین تغیب؟

(تیرا خیال میری آنکھوں میں ہے۔ تیرا ذکر میری زبان پر ہے اور تیرا مقام میرے دل میں۔ پھر تو کہاں غائب ہو کر جائے گا)

اور پھر یہی شعر پڑھتا ہوا بھاگا چلا گیا۔

حضرت خواجہ معین الدین چشتی کے ارشادات

محبت کے بارے میں حضرت خواجہ معین الدین چشتی کے ارشادات مندرجہ ذیل ہیں:۔

:۔ فرمایا کہ جب صاحب محبت مر جاتا ہے تو اسے جلدی بخش دیا جاتا ہے۔

:۔ فرمایا کہ محبت وفا کا دعویٰ ہے مع وصال اور حرمت باطل، یعنی فقر کا مشاہدہ لیا محب ہے جو فریضہ نمازوں میں اپنے نفس، کان اور سر کا خیال رکھے۔

:۔ فرمایا کہ عارف محبت میں کب کامل ہوتا ہے؟ اس وقت جبکہ گفتگو بیچ سے اٹھ جائے ایسا ہو جائے کہ یا دوست رہے یا وہ۔

:۔ فرمایا کہ ایک درویش کو جنگل میں دیکھا کہ مر گیا ہے اور ہنس رہا ہے، کہا تو تو مر گیا ہے کیوں ہنستا ہے؟ کہا محبت خدا کی مرضی ہی ایسی تھی۔

:۔ فرمایا کہ اہل محبت وہ لوگ ہیں جو صرف دوست کی بات سنتے ہیں الحدیث عن قلبی ربی۔ یعنی عاشقوں کا دل صرف حق تعالیٰ کی بات سنتا ہے۔

:۔ فرمایا کہ محبت میں صادق وہ ہے جو کہ والد اور خویش واقربا سے قطع تعلق کر کے خدا و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلق پیدا کرے۔ پس محب وہ شخص ہے کہ کلام الٰہی کے حکم پر چلے اور دوستی حق میں صادق ہو

:۔ فرمایا میں نے ملتان میں ایک بزرگ سے سنا کہ اہل محبت کی توبہ تین قسم کی ہوتی ہے

اول ندامت، دوم گناہوں کا چھوڑ دینا، سوم اپنے تئیں ظلم و جھگڑے سے پاک رکھنا۔

فرمایا کہ اہل محبت اگرچہ محبت میں مہجور ہیں لیکن کام ایسے لوگوں کا سا کرتے ہیں، جو سوئے ہوئے ہیں۔ اگر جاگیں تو مطلوب کے طالب ہیں اور اپنے دوست کی طلبگاری سے فارغ ہیں۔ مشاہدہ معشوق میں مشغول ہیں، معشوق ایسا ہے جو خود عاشق کو دیکھنے کے لیے بیٹھتا ہے۔ محبت کی راہ میں مطیع کام سے نکلتے ہیں۔

دعوٰی محبت

ایک مرتبہ رابعہ بصری رح نے شوق کے غلبہ میں کہا اے درویش! اگر خلقت کے بدلے مجھے آگ میں جلایا جائے اور میں صبر کروں تو چونکہ مجھے محبت کا دعوٰی ہے اس لیے میں نے گویا کچھ نہیں کیا۔ اگر میرے گناہ ساری خلقت کے عوض بخش دے تو چونکہ اس کی رحمت، مہربانی اور عنایت ہے ابھی بہت کام نہیں کیا۔

میرا محبوب میرے سامنے ہے

امام محمد غزالی رح فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ بغداد میں کسی عیار کے ہاتھ پاؤں کاٹے گئے، تو وہ ہنستا تھا۔ کسی ایک نے اس سے ہنسی کا سبب پوچھا، کہا میرا محبوب میری آنکھوں کے سامنے ہے۔ اس کی قوت مشاہدہ کے باعث مجھے اس درد کی خبر ہی نہیں۔ میں ایسا مستغرق تھا کہ مجھے ہاتھ پاؤں کٹنے کی خبر ہی نہیں۔

محبت کے جام

حضرت قطب الدین بختیار کاکی رح نے فرمایا ہے کہ ایک بزرگ نے کسی دوسرے بزرگ کو خط لکھا کہ وہ شخص کیسا ہے جو محبت کے ایک ہی پیالے سے مست ہو جائے اور اسرار الٰہی ظاہر کر دے۔ اس بزرگ نے جواب میں لکھا کہ وہ بہت ہی کم ہمت اور تنگ حوصلہ ہے لیکن یہاں ایسے مرد ہیں کہ ازل اور ابد کے دریا اور دوست کے اسرار و محبت کے پیالے پیئے ہیں اور آج قریباً پچاس سال کا عرصہ ہونے کو آیا ہے کہ "ہل من مزید" کی فریاد کرتے ہیں۔ یہ کیا بات ہے جو تو نے کہی ہے، میں تجھے منع کرتا ہوں کہ یہ بات نہ کہنا کہ اہل سلوک کے پیر جو اسرار ظاہر کر دیتے ہیں کچھ حاصل

نہیں کرتے کیونکہ اس سے ہمیں شرم آتی ہے۔

حکایت حضرت جنیدؒ کہتے ہیں کہ میں نے ایک درویش کو صحرا میں ایک کیکر کے درخت کے نیچے سخت ریاضت اور مجاہدہ کے عالم میں دیکھا تو پوچھا کہ تم اس جگہ کیوں بیٹھے ہو؟ اور اس قدر سختی اور مصیبت کیوں اٹھا رہے ہو؟ اس نے جواب دیا مجھے "وقت" حاصل تھا جو اس جگہ برباد ہوگیا اسی کے غم میں یہاں بیٹھا ہوا ہوں۔ حضرت جنیدؒ نے پوچھا کتنے عرصہ سے بیٹھے ہو؟ کہا بارہ برس سے (اور پھر درخواست کی کہ میرے لیے دعا فرمائیں شاید میرا کھویا ہوا وقت مل جائے۔ حضرت جنیدؒ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے حج سے فارغ ہو کر اس کے حق میں دعا مانگی۔ دعا قبول ہوئی اور اس کی مراد پوری ہوگئی۔ واپس پلٹے تو درویش اسی جگہ بدستور بیٹھا تھا، پوچھا تمھارا وقت مل گیا اب کیوں بیٹھے ہو؟ کہا یہ میری وحشت کا مقام تھا میری دولت اسی جگہ گم ہوئی تھی دوبارہ اسی جگہ ملی۔ اب یہ میری محبت کا مقام ہے اسے چھوڑنا روا نہیں۔ آپ سلامتی کے ساتھ تشریف لے جائیں۔ میں اپنی خاک اسی خاک میں ملاؤں گا تاکہ حشر کے دن اسی زمین سے سر اٹھاؤں جہاں میری محبت کی دولت ہے اور جو میری فرحت کا مقام ہے۔

حکایت حضرت خواجہ نصیر الدین چراغ دہلوی نے فرمایا ہے کہ میں نے دلیل العاشقین میں لکھا دیکھا ہے کہ خواجہ منصور حلاج کو بازار میں لا کر سولی چڑھانے کا حکم ہوا تو آپ خود ہنسی خوشی سولی پر چڑھ گئے اور خلقت کو مخاطب کرکے فرمایا کہ محبت اور عشق بازی کی دو رکعتیں ہیں جن کا وضو اپنے خون سے کیا جاتا ہے۔ سو وہ بھی سولی پر چڑھ کر رکعتان فی العشق الوضوء لا یصح الا بالدم (?) کا فریضہ ادا کر گئے۔

پھر جب خواجہ شبلیؒ نے آپ سے پوچھا کہ محبت میں کمالیت کس بات کا نام ہے۔ فرمایا یہ کہ ہاتھ پاؤں کاٹ کر سولی پر چڑھا دیا جائے تو صدق سے اپنے خون سے محبوب کے لیے چہرہ سرخ کرے، پہلے روز اسے قتل کریں، دوسرے روز جلائیں اور تیسرے روز

خاکستر کو بہتے پانی میں پراگندہ کریں۔ جو شخص یہ سب کچھ برداشت کرے اور دم نہ مارے تو سمجھو کہ وہ مقام محبت کے لائق ہے۔ پھر خواجہ صاحب زار زار روئے اور نعرہ مار کر بیہوش ہو گئے۔ ہوش میں آ کر فرمایا کہ خواجہ منصور حلاج پر ہزار رحمت کہ وہ اس دنیا سے عشق و محبت میں ثابت قدم گیا۔

مقامِ محبت

حضرت خواجہ نصیر الدین چراغ دہلوی نے فرمایا ہے کہ میں نے مونس الارواح میں لکھا دیکھا ہے کہ ایک بزرگ نے خواجہ حسن بصریؒ سے پوچھا کہ آپ کتنے عرصے میں مقام محبت پر پہنچے؟ فرمایا تین دن میں۔ پہلے روز دنیا کو ترک کیا دوسرے روز آخرت کو اور تیسرے روز مقام محبت پر پہنچ گیا۔ جب یہ بات رابعہ بصریؒ نے سنی تو فرمایا پہنچ تو گیا لیکن دیر بعد۔ جب میں نے حق تعالیٰ کی محبت طلب کی تو پہلے قدم میں اپنے تئیں گم کیا، دوسرے قدم میں آخرت کو اور تیسرے قدم میں مقام محبت پر پہنچ گئی۔

محبت کس کا نام ہے

حضرت نصیر الدین چراغ دہلوی ہی کا قول ہے کہ خاص محبت اس کا نام ہے کہ محبوب چیز کو دوست کی خاطر ایثار کر دے۔ جیسا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی محبت کی خاطر اپنے فرزند کو قربان کرنا چاہا تو حکم ہوا کہ اے ابراہیمؑ! تو ہماری دوستی میں ثابت قدم ہے، اپنے بیٹے کو قربان نہ کر، ہم اس کے عوض بہشت سے ایک دنبہ بھیجتے ہیں اس کی قربانی کر اور بیٹے کو چھوڑ دے۔

محبت صادق

ایک مرتبہ حضرت خواجہ نصیر الدین چراغ دہلوی چشتی بڑے زار زار روئے اور بیہوش ہو گئے۔ جب ہوش میں آئے تو فرمایا کہ محبت میں صادق وہ ہے کہ اگر اسے ذرہ ذرہ کر دیا جائے یا آگ میں جلا دیا جائے تو ثابت قدم رہے۔ جو ان حالتوں میں ثابت قدم نہ ہوگا تو وہ محبت میں بھی ثابت قدم نہ ہوگا۔

حکایت

ایک نوجوان کسی عورت پر عاشق تھا لیکن خلوت نصیب نہیں ہوئی تھی ایک دن اس عورت نے کہلا بھیجا کہ آج رات میں نے اپنے شوہر سے باپ کے گھر جانے

کی اجازت لے لی ہے میری پالکی فلاں وقت فلاں کوچہ سے گزرے گی اسی جگہ میرا انتظار کرنا کچھ دیر تمہارے ساتھ خلوت حاصل ہو جائے گی۔ وہ نوجوان ساری رات بیٹھا روتا رہا اور یہ رباعی پڑھتا رہا:-

در دیدہ بجائے خواب آب است مرا　　زیرا کہ بہ دیدنش شتاب است مرا
گویند کہ بخسپ تا بخوابش بینی!　　اے بے خبران چہ جائے خواب است مرا

یعنی میری آنکھوں میں نیند کی بجائے آنسو ہیں اس وجہ سے کہ مجھے شوق دیدار دامنگیر ہے۔ لوگ کہتے ہیں کہ سو جاؤ تاکہ محبوب کا خواب میں دیدار ہو جائے، اے بے خبر لوگو جب میری نیند خراب ہو چکی ہے تو سونا کہاں؟

لیکن تقدیر کا لکھا دیکھیے کہ جونہی اس کے محبوب کی پالکی وہاں سے گزری اسے اونگھ آگئی۔ جب بیدار ہوا تو اسے معلوم ہوا کہ پالکی گزر گئی ہے اب سوائے واویلا اور آہ وفریاد کے اس کو کوئی کام نہ تھا، دوسری صبح حضرت شیخ ابوسعید ابوالخیر قدس سرہ کی مجلس وعظ تھی وہ نوجوان مجلس میں شریک تھا۔ ایک آدمی نے حضرت شیخ سے دریافت کیا کہ علامت محبت کیا ہے؟ آپ نے جواب دیا کہ ذرا ٹھہر جاؤ۔ جب دریائے محبت جوش میں آئے تو پھر پوچھنا۔ کچھ دیر کے بعد حضرت شیخ نے محبت کا ذکر چھیڑ دیا اور آپ پر جوش وخروش طاری ہو گیا۔ سائل نے اٹھ کر دوسری بار عرض کیا کہ حضور محبت کی علامت کیا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ محبت کی علامت یہ ہے کہ خواب وخور کم ہو جائے اور جس قدر خواب وخور میں مشغول ہو گا اسی قدر محبوب سے محروم رہے گا۔ آپ نے اس نوجوان کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ دیکھو یہ جوان ساری رات گریہ وزاری میں مبتلا رہا اور رباعی پڑھتے پڑھتے جب آنکھ لگی تو وہی اونگھ اس کی محرومی کا سبب بنی۔

جذبِ محبت

صدیق اکبر سولہ سال کے ہیں۔ سرور عالم ﷺ اٹھارہ سال کے ہیں۔ ایک نبی کی جوانی ایک صدیق کی جوانی، دونوں بزرگوں کی دوستی شروع ہوتی ہے۔ مکہ شریف میں دونوں کی روزانہ ملاقات ہوتی ہے، ایک بار بہ ضرورت تجارت حضرت ابوبکر صدیقؓ شام تشریف لے گئے۔ وہاں جا کر ایک خواب دیکھا اور وہاں کے ایک راہب سے اپنا وہ خواب بیان کیا۔ راہب نے پوچھا کہ تم کہاں سے آئے ہو۔ فرمایا مکہ شریف سے۔ پوچھا کیا کام ہے؟ فرمایا تاجر ہوں، تجارت کیلئے آیا ہوں پوچھا کس قبیلہ سے ہو؟ فرمایا قریش مکہ میں سے ہوں۔ راہب نے کہا کہ اس خواب کی تعبیر سنو۔ اس کی تعبیر یہ ہے کہ عنقریب تمہارے شہر میں ایک پیغمبر آنے والا ہے۔

يُبْعَثُ نَبِيٌّ مِنْ قَوْمِكَ تمہاری قوم سے ایک پیغمبر مبعوث ہوگا۔

تَكُوْنُ وَزِيْرَهٗ فِيْ حَيَاتِهٖ وَخَلِيْفَتَهٗ بَعْدَ وَفَاتِهٖ

تم اس کے زمانہ حیات میں اسکے وزیر رہو گے اور اس کی وفات کے بعد اس کے پہلے خلیفہ بنو گئے۔

فَاَسَرَّهَا اَبُوْبَكْرٍ مِنَ الْكَائِنَاتِ كُلِّهَا

حضرت ابوبکر صدیقؓ نے یہ خواب کسی کو نہیں بتایا نہ اپنی بیوی سے نہ بچوں سے نہ اپنے دوستوں سے یہاں تک کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ ۳۸ سال کے ہو گئے اور سرور عالم ﷺ چالیس سال کے ہو گئے اور آپ ﷺ غار حرا میں نبوت سے مشرف ہوئے۔ ''اِقْرَاء'' نازل ہوئی اور سارے مذاہب کی کتابیں اسی وقت منسوخ کردی گئیں۔

یتیمے که ناکرده قرآں درست
کتب خانہء ہفت ملت بشست

جس یتیم بچے نے ابھی قرآن کو مکمل نہیں کیا، جس یتیم پر ابھی قرآن پورا نازل نہیں ہوا صرف ''اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّکَ'' کی آیت نازل ہوئی کہ سارے مذاہب کے کتب خانے اور ساری آسمانی کتابیں منسوخ ہوگئیں۔ توریت منسوخ ہوگئی، زبور منسوخ ہوگئی، انجیل منسوخ ہوگئی۔

آپ نے اعلان کیا کہ اے ابوبکرؓ! میں نبی ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر وحی نازل کی ہے۔ عرض کیا یا محمد! (ابھی ایمان نہیں لائے تھے اس لیے خالی نام لیا جو نام دوستی کے زمانہ میں لیا کرتے تھے) لیکن ہم سب لوگ درود شریف پڑھیں گے، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

یَا مُحَمَّدُ مَا الدَّلِیْلُ عَلٰی مَا تَدَّعِیْ

جس چیز کا آپ دعویٰ کرتے ہیں اس کی آپ کے پاس کوئی دلیل ہے؟ پرانا دوستانہ تھا اور دوستی میں آدمی بے تکلفی سے پوچھ لیتا ہے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا اے ابوبکرؓ جو دعویٰ نبوت کا میں کر رہا ہوں اس کی دلیل

اَلرُّؤْیَا الَّتِیْ رَأَیْتَ بِالشَّامِ (خصائص کبریٰ ص ۲۹ ج ۱)

تیرا وہ خواب ہے جو تو نے شام میں دیکھا تھا حالانکہ انہوں نے اس خواب کو سارے عالم سے چھپایا تھا۔ حضرت صدیق اکبرؓ سمجھ گئے کہ آپ نبی ہیں اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو خبر دے دی ہے کہ ابوبکرؓ نے کیا خواب دیکھا تھا اور دراصل اس طرح جان صدیق کو اپنی طرف اللہ تعالیٰ نے جذب کیا کہ پہلے ہی ان کو خواب میں دکھا دیا تھا۔ اسی کو کہتے ہیں

نہ میں دیوانہ ہوں اصغر نہ مجھ کو ذوق عریانی
کوئی کھینچے لیے جاتا ہے خود جیب و گریباں کو

اس امت مسلمہ میں یہ سب سے پہلا جذب حضرت صدیق اکبرؓ کو نصیب ہوا۔ اللہ تعالیٰ کی صفت جذب، تجلیات اجتبائیہ کی شعاعیں سب سے پہلے جان صدیق پر پڑیں اور اس نعمت سے اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے ان کو مشرف فرمایا۔ اس وقت اپنے خواب کی تکمیل سے اور اللہ تعالیٰ کی رحمت کو دیکھ کر مارے خوشی کے بے اختیار

سرورعالم ﷺ سے لپٹ گئے۔ فَعَانَقَهٗ آپ ﷺ سے معانقہ کرلیا۔ اس وقت مقام اُنس میں تھے۔ دونوں روحیں ایک دوسرے کی عارف تھیں۔ یہ وہ مبارک روحیں ہیں کہ دنیا سے تشریف لے جانے کے بعد بھی ان کی قبریں حضور ﷺ کے قریب ہیں اور جہاں سے مٹی اُٹھائی جاتی ہے وہیں دفن ہوتی ہے یہ دلیل ہے اس بات کی کہ سرورِعالم ﷺ کا جسم مبارک جس مٹی سے تعمیر ہوا وہیں قریب کی مٹی سے ان حضرات یعنی حضرت صدیق اکبر اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کی تعمیر ہوئی ہے۔ پس حضرت صدیق اکبر نے معانقہ کر کے قَبَّلَ مَا بَيْنَ عَيْنَيْهِ حضور ﷺ کی مبارک آنکھوں کے درمیان پیشانی مبارک کا بوسہ لیا اور کلمہ شہادت پڑھا۔ یہ وہ شخصیت ہے کہ جس نے بوقت اسلام پیشانی نبوت کا بوسہ لیا اور جب نبی اکرم ﷺ دنیا سے تشریف لے گئے، اس وقت بھی انہوں نے آپ ﷺ کی پیشانی مبارک کا بوسہ لیا۔

اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا واقعہ سنیے۔ ان کو بھی جذب نصیب ہوا۔ کہاں تو اتنے دشمن تھے کہ قتل کی سازش کے ایک ممبر یہ بھی تھے کہ نبوت کا چراغ بجھا دیا جائے، لیکن اللہ تعالیٰ نے جب ان کو جذب فرمایا تو وہی تلوار لٹکائے ہوئے اسلام لانے جارہے ہیں۔ جس کو اللہ جذب کرتا ہے، تو دنیا کی کوئی طاقت اس کو اپنا نہیں بنا سکتی۔ ایک وزیراعظم کی بلی کی گردن میں اگر پٹہ پڑا ہو کہ یہ وزیراعظم کی بلی ہے یا کمانڈر ان چیف کی بلی ہے یا جنرل صاحب کی بلی ہے تو کسی قصائی کی مجال نہیں کہ اس کو چھچھڑا دے کر چرالے۔ جانتا ہے کہ ایسا مقدمہ چلے گا کہ پھانسی سے کم سزا نہیں ہوگی۔ اللہ تعالیٰ جس کو اپنا بناتا ہے، واللہ اس کو حسن کی دنیا، مال و دولت کی دنیا، تخت و تاج اور سلطنت کی دنیا پوری کائنات اس کو اپنا نہیں کرسکتی۔ جس کو اللہ اپنا بناتا ہے اس کے چہرہ پر ایک ہیبت ورعب ڈال دیتا ہے، اس کے حوصلہ کو بلند کردیتا ہے، وہ بکاؤ مال نہیں ہوتا، اگر کبھی خود بھی بکنا چاہے تو خدا اس کو بکنے نہیں دیتا۔ اللہ تعالیٰ کی خصوصی حفاظت اس کے شامل حال ہوتی ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایمان لانے سے پہلے انتالیس آدمی ایمان لا چکے تھے اور سرور عالم ﷺ دار ارقم میں پوشیدہ طور پر دعوت الی اللہ دیتے تھے۔ آج سے تقریباً بیس سال پہلے جب میں نے حج کیا تھا تو صفا کے پاس اس صحابی کا گھر تھا اور حکومت نے اس پر لکھوا دیا تھا ھَـذَا دَارُ اَرْقَـم یعنی یہ دار ارقم ہے۔ اسی گھر میں صحابہؓ بیٹھے ہوئے تھے

اور سرور عالم ﷺ دوسرے کمرے میں تھے۔ اتنے میں دیکھا کہ حضرت عمرؓ تلوار لٹکائے ہوئے چلے آ رہے ہیں۔ صحابہ ڈر گئے کیوں کہ ان کی بہادری مشہور تھی۔ سید الشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ابھی میں زندہ ہوں۔ اگر نگاہ بدلی ہوئی دیکھوں گا تو، یہیں ڈھیر کر دوں گا۔ وہ بھی اسد اللہ تھے۔ سرور عالم ﷺ کو خبر دی گئی کہ دروازہ پر عمر آئے ہوئے ہیں۔ حضور ﷺ فوراً خود ان کے پاس تشریف لے گئے۔ یہ نہیں کہ صحابہؓ سے کہتے کہ تم لوگ ان سے ملو۔ حضور ﷺ کو چالیس جنتی مردوں کی طاقت دی گئی تھی۔ یعنی دنیا کے چار ہزار قوی مردوں کی طاقت دی گئی تھی۔ اس لیے کوئی مشہور سے مشہور پہلوان کبھی آپؐ سے جیت نہیں سکا۔ حضرت عمر ابھی ایمان نہیں لائے تھے ننگی تلوار گلے میں لٹکائے ہوئے کھڑے ہیں مگر سرور عالم ﷺ کا حوصلہ تو دیکھیے کہ آپ نے ان کا دامن پکڑ کر کھینچا۔

چونکہ رات میں دروازہ کعبہ کے سامنے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگ چکے تھے: ''یا اللہ! دو عمر میں سے ایک کو اسلام عطا فرما یا عمر ابن خطاب کو یا عمر ابن ہشام کو''۔ اس وقت دائیں طرف حضرت جبرئیل علیہ السلام تھے اور بائیں طرف حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ حضرت عمر کو دیکھ کر آپ سمجھ گئے کہ دعا قبول ہوگئی۔ نبی کو اپنی دعاؤں کی قبولیت پر کتنا اعتماد ہوتا ہے؟ آپؐ نے ان کا دامن پکڑ کر ایسا جھٹکا مارا کہ گھٹنوں کے بل گر گئے ساری بہادری اور طاقت ناک کے راستے سے نکل گئی اور آپ ﷺ نے فرمایا کہ اے عمر! کب تک جاہلیت میں رہو گے، کب تک اسلام قبول نہیں کرو گے؟ عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ کی غلامی ہی میں تو داخل ہونے کیلئے آیا ہوں۔ اور کلمہ پڑھا: لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔

اس وقت حضور ﷺ نے اور صحابہؓ نے خوشی میں اتنی زور سے اللہ اکبر کہا کہ کعبہ تک آواز پہنچ گئی اور اسی وقت جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے اور عرض کیا کہ:

یارسول اللہ ﷺ اِسْتَبْشَرَ اَهْلُ السَّمَاءِ بِاِسْلَامِ عُمَرَ (ابن ماجہ ص ۱۱)

آج عمر فاروق کے اسلام لانے سے فرشتوں میں خوشیاں منائی جارہی ہیں اور یہ وحی نازل ہوئی۔

يَاَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللّٰهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ (پارہ ۱۰ سورہ انفال)

اے نبی! آپ کیلئے اللہ کافی ہے اور یہ آپ کے تابعدار ایمان والے آپ کیلئے کافی ہیں یعنی کفایت حقیقت کے اعتبار سے آپ کیلئے اللہ کافی ہے اور یہ ایمان والے جن میں حضرت عمرؓ جیسا بہادر آپ کو دیا جارہا ہے یہ کفایت ظاہرہ ہے کہ آج دشمن پر رعب پڑ گیا، کیوں کہ اُن کی بہادری اور طاقت پورے عرب میں مشہور تھی۔ لہٰذا سرور عالم ﷺ سے عرض کیا کہ جب ہم حق پر ہیں تو اپنے اسلام کو پوشیدہ کیوں رکھیں؟ اور بیس بیس صحابہؓ کی دو قطاریں بنائیں۔ ایک قطار میں سب سے آگے خود ہوئے اور دوسری میں سید الشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو رکھا اور درمیان میں سید الانبیاء ﷺ کو لے کر کعبۃ اللہ آئے اور نماز ادا کی۔

اس کے بعد جن لوگوں نے حضور ﷺ کے قتل کی سازش کی تھی اور ان کو مشورہ دیا تھا کہ سرور عالم ﷺ کو قتل کردو ان میں سے ایک ایک کے پاس گئے اور کہا کہ کم بختو! ایسی پاکیزہ شخصیت کے بارے میں تم قتل کی سازش کررہے تھے اور مجھ کو اس میں شریک کرنا چاہتے تھے۔ اب تمہاری خیریت نہیں ہے اور ہر ایک کو اُٹھا کر پٹکا اور مکا گھونسہ مار مار کر بھوسہ بنادیا۔

اور جب ہجرت کی تو کفار کے مجمع کے سامنے تلوار دکھا کر کہا کہ آج عمر ہجرت کررہا ہے اور تنہا جارہا ہے جس کو اپنی بیوی کو بیوہ کرنا ہو اور اپنے بچوں کو یتیم کرنا ہو وہ آئے اور میرا مقابلہ کرے۔ کیا شان تھی؟ اللہ تعالیٰ کی عجیب قدرت ہے۔ کہاں سے کہاں پہنچے۔

حضور ﷺ کی غلامی کے صدقہ میں اللہ تعالیٰ نے ان کو خلیفہ دوم بنا دیا۔ ساڑھے دس سال حکومت کی۔ یہ اُن کے جذب کا واقعہ تھا۔ اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے اپنا بنا تا ہے اللہ تعالیٰ ہی نے جذب فرمایا ورنہ جو قتل کی سازش میں شامل ہو وہ کیسے اسلام لا سکتا تھا؟ مگر بس وہی بات ہے۔ع

نہ میں دیوانہ ہوں اصغر نہ مجھ کو ذوق عریانی
کوئی کھینچے لیے جاتا ہے خود جیب و گریباں کو

اب تیسرا جذب ایک تابعی کا سن لیجیے جذب تو بہت لوگوں کو ہوا ہے کہاں تک بیان کروں گا۔ ایک تابعی جن کا نام زاذان ہے۔ یہ پہلے لکڑی بجا بجا کر گانا گاتے تھے مگر آواز غضب کی تھی ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ ایک دن حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس طرف سے گزرے تو یہ لکڑی بجا بجا کر گا رہے تھے۔ آپ نے فرمایا: مَا اَحْسَنَ هٰذَا الصَّوْت کیا ہی اچھی آواز ہے کاش کہ اس آواز سے یہ قرآن پڑھتا۔

اللہ تعالیٰ نے یہ آواز اس کے کانوں تک پہنچا دی جبکہ تماشائیوں کا مجمع لگا ہوا تھا اور واہ واہ مرحبا مرحبا کے نعرے بلند ہو رہے تھے لیکن جب اللہ تعالیٰ ہدایت دیتا ہے تو خود راستے کھول دیتا ہے۔

سن لے اے دوست جب ایام بھلے آتے ہیں
گھات ملنے کی وہ خود آپ ہی بتلاتے ہیں

بس آواز کا پہنچنا تھا کہ انہوں نے گانا چھوڑ کر پوچھا کہ مَنْ هٰذَا یہ کون ہے؟ تماشائیوں نے کہا: هٰذَا صَاحِبُ رَسُوْلِ اللّٰهِ یہ اللہ کے رسول کے ساتھی ہیں۔

یہ ہے صحبت کا مقام۔ ساتھ رہنے سے یہ انعام ملتا ہے، صحابہ کا لفظ قرآن وحدیث

میں ہمیشہ باقی رہے گا اور صحبت کی اہمیت کو ظاہر کرتا رہے گا۔ جو بنا ہے، صحبت سے بنا ہے، نبی کا صحبت یافتہ صحابیؓ ہوتا ہے، صحابیؓ کی صحبت اُٹھانے والا تابعیؒ اور تابعیؒ کی صحبت اُٹھانے والا تبع تابعیؒ اتنی اہمیت تھی، صحبت کی، کہ لوگ صحابہؓ کو دیکھ کر کہتے تھے:

''هٰذا صَاحِبُ رَسُوْلِ اللّٰهِ'' یہ حضور ﷺ کے ساتھی ہیں۔

جو اللہ والوں کے ساتھ رہتا ہے سنت صحابہ ادا کر رہا ہے۔

پوچھا کہ ان کا کیا نام ہے۔ بتایا عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ

پوچھا اَیْش قَالَ، انہوں نے کیا کہا۔

تماشائیوں نے بتایا کہ انہوں نے فرمایا کہ کاش اس پیاری آواز سے یہ قرآن شریف کی تلاوت کرتا بس یہ سننا تھا کہ

''جی اُٹھے مردے تری آواز سے''

اسی وقت لکڑی توڑ دی اور عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قدموں میں آ گئے اور قدموں سے لپٹ کر رونے لگے اور عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی رونے لگے۔ کسی نے عرض کیا کہ آپ کیوں روتے ہیں فرمایا کہ جس گنہگار نے توبہ کر لی وہ اللہ تعالیٰ کا محبوب ہو جاتا ہے۔ اَلتَّائِبُ حَبِیْبُ اللّٰهِ اللہ کا محبوب اور دوست روئے اور میں نہ رووٗں اور جس سے اللہ محبت کرے اس سے میں محبت نہ کروں؟ پھر یہ حضرت عبداللہ ابن مسعود کی خدمت میں رہ پڑے اور بہت بڑے عالم اور اللہ والے ہوئے۔ ذرا سی دیر میں دل کا رُخ بدل جاتا ہے۔۔۔ع

جوش میں آئے جو دریا رحم کا
گبر صد سالہ ہو فخر اولیاء

جب اللہ تعالیٰ کے دریائے رحمت میں جوش آتا ہے تو سو برس کا کافر صرف ولی اللہ نہیں ہوتا، سیکنڈوں میں فخر اولیاء بن جاتا ہے، ہندوستان کا ایک کافر ہندو اپنے بت کے سامنے نوے سال سے صنم صنم کہہ رہا تھا، ایک دن اچانک غلطی سے منہ سے صمد نکل گیا۔ صمد اللہ کا نام ہے جس کی تفسیر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے یہ فرمائی ہے کہ صمد

اَلْمُسْتَغْنِی عَنْ کُلِّ اَحَدٍ اَلْمُحْتَاجُ اِلَیْهِ کُلُّ اَحَدٍ

صمد وہ ذات ہے جو سارے عالم سے بے نیاز ہو، کسی کی محتاج نہ ہو اور سارا عالم اس کا محتاج ہو۔ بس منہ سے صمد کا نکلنا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "لَبَّیْک میں تو حاضر ہوں اے بندے" اس کافر نے اسی وقت ڈنڈے مار مار کر بت کو توڑ دیا اور کلمہ پڑھا:

لاَ اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

اور ہندوؤں سے کہا کہ ظالمو! نوے سال کا کافر ہوں نوے سال تک اس بت کو پکارا لیکن کوئی جواب نہیں آیا۔ آج غلطی سے مسلمانوں کے خدا کا نام منہ سے نکل گیا تو آسمان سے فوراً آواز آئی "لبیک" اے میرے بندے میں تو حاضر ہوں تو ہی مجھ کو چھوڑ کر پتھروں کو پکار رہا ہے، جو اندھے، گونگے، بہرے ہیں۔

اب جذب کا چوتھا قصہ سنیے۔ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بکریوں کے ایک چرواہے کو اللہ تعالیٰ نے جذب فرمایا۔ وہ بکریاں چراتے چراتے اللہ سے باتیں کر رہا ہے کہ: اے خدا تو اگر مجھے مل جاتا تو میں تیری خوب خدمت کرتا۔ اس پہاڑ پر جہاں میں بکریاں چرا رہا ہوں اگر آپ تشریف لاتے تو جہاں آپ بیٹھتے میں وہاں جھاڑو لگاتا اور خوب آپ کے ہاتھ پیر دباتا اور آپ کو اپنی بکریوں کا دودھ پلاتا اور دودھ آٹے میں ملا کر روغنی روٹی کھلاتا اور آپ نے اپنے بالوں میں چوں کہ بہت دنوں سے کنگھی نہ کی ہوگی (نظامِ کائنات چلانے کی مصروفیت کی وجہ سے) تو میں آپ کے بالوں میں جوئیں بھی ڈھونڈ لیتا اور آپ کی گدڑی بھی سی دیتا۔

(چرواہے کی ان بھولی بھالی باتوں کو حضرت والا نے اردو مثنوی میں نظم کیا ہے۔ حضرت والا نے یہ اشعار دورانِ وعظ نہیں پڑھے لیکن افادہ قارئین کیلئے یہاں درج کیے جاتے ہیں۔ (جامع)

تجھ کو گر پاتا خداوندا میرے
دابتا ہر روز دست و پا ترے

جس جگہ تو بیٹھتا اے شاہ جاں
روز دیتا شوق سے جھاڑو وہاں
تیری گدڑی بھی سیتا اے خدا
ہر طرح خدمت کو میں لاتا بجا
روغنی روٹی کھلاتا میں تجھے
آبِ شیریں بھی پلاتا میں تجھے
اور پلاتا دودھ تجھ کو صبح و شام
بکریوں کا اپنی اے ربِّ انام

اور کہہ رہا تھا کہ اے خدا اگر آپ مجھے مل جاتے تو میں یہ اپنی ساری بکریاں آپ پر قربان کر دیتا۔

اے فدایت ایں ہمہ بزہائے من
اے بیادت ہیو ہیو ہائے من

اے اللہ! میری ساری بکریاں آپ پر قربان ہوں جائیں اور بکریوں کو چراتے ہوئے جو میں ہیو ہیو کر رہا ہوں یہ بکریوں کیلئے نہیں ہے۔ حقیقت میں آپ کی محبت میں اور آپ کی جدائی کے غم میں میری ہائے ہائے ہے۔

ایک دن حضرت موسیٰ علیہ السلام کا اس طرف گزر ہوا اور چرواہے کی یہ گفتگو سنی تو اس کو ایک ڈانٹ لگائی کہ اے ظالم! تو یہ کیا کہہ رہا ہے ایسی باتوں سے تو کافر ہو گیا کیوں کہ اللہ تعالیٰ جسم سے پاک ہے۔ اس کے سر میں جوئیں کہاں پڑتی ہیں۔ جب سر ہی نہیں ہے تو جوئیں کہاں سے آئیں گی اور ان کے ہاتھ پیر کہاں ہیں جو تو دبائے گا اور ان کا پیٹ نہیں ہے جو تو روغنی روٹی کھلائے گا۔ کیا خدا خدمت کا محتاج ہے، جو تو خدمت کرے گا اللہ تعالیٰ کو کھانے پینے کی بھی احتیاج نہیں ہے۔ ان باتوں سے توبہ کر! حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ارشادات کو سن کر وہ چرواہا ڈر کے مارے گریبان پھاڑ کر روتا ہوا جنگل کی طرف بھاگ گیا کہ آہ میں تو محبت کر رہا تھا، لیکن میری نادانی سے محبت کے خلاف معاملہ ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر وحی نازل کی کہ تم نے میرے بندے کو مجھ سے

کیوں جدا کر دیا؟ اے موسیٰ! میرے اس دیوانہ کو تلاش کر کے لاؤ۔ میری بارگاہ اس کے دیوانہ پن کو اور اس کی بھولی بھالی باتوں کو دوبارہ سننا چاہتی ہے

اپنے دیوانے کی باتیں موسیا ڈھونڈتی ہے بارگاہِ کبریا

اے موسیٰ اپنے اس پاگل اور دیوانہ کی باتوں کو بارگاہِ کبریا دوبارہ سننا چاہتی ہے۔

ع موسیا آداب دانا دیگر اند

اے موسیٰ عقلمندوں کیلئے آداب دوسرے ہیں لیکن

ع سوختہ جانے روانا دیگر اند

جو میرے عشق میں پاگل ہیں ان کیلئے دوسرے آداب ہیں۔

ع جامہ چاکاں راچہ فرمائی رفو

جن کے لباس میرے عشق سے چاک چاک ہیں آپ ان کو رفو کا حکم نہ دیجیے۔

ع تو زسرمستان قلاوزی مجو

سرمست اور پاگلوں کو آپ رہنمائی اور رہبری کی تعلیم نہ دیجیے۔ وہ رہبر نہیں ہو سکتا۔

لیکن کوئی اس کا یہ مطلب نہ سمجھے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جو دین کا حکم سکھایا وہ نعوذ باللہ غلط تھا ہرگز غلط نہیں تھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام صاحب شریعت تھے، بالکل حق پر تھے جو کچھ آپ نے فرمایا بالکل حق تھا اور پیغمبر ہونے کی وجہ سے ایسی باتوں پر تنقید کرنا آپ کے ذمہ فرض تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے انکو ایک ادب سکھایا۔ اللہ تعالیٰ اس طرح اپنے پیغمبروں کی تربیت فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو صرف یہ سکھایا کہ ابتدائی مرحلہ میں تھوڑی پیار و محبت و شفقت سے سکھایئے۔ پہلے اس کو محبت سکھا کر بعد میں آہستہ آہستہ آپ اس کو یہ تعلیم دیتے۔ غرض اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو تعلیم سے منع نہیں فرمایا۔ صرف اس عنوان تعلیم اور طریقہ تعلیم میں اصلاح فرمائی کہ کسی کی تربیت میں جلدی نہیں کرنی چاہیے لیکن سوچیے کہ اس چرواہے کی محبوبیت کا بھی کیا مقام تھا کہ موسیٰ علیہ السلام نے اس کو تلاش کیا۔ پھر وہ آپ کی صحبت و تربیت کی برکت سے بہت بڑا ولی اللہ ہو گیا۔

حضرت وحشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں

آپ جانتے ہیں کہ یہ کتنے بڑے قاتل ہیں۔ جنگ اُحد میں سرور عالم ﷺ کے چچا سید الشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قتل کیا اور بہت بے دردی سے قتل کیا۔ آپ ﷺ کو اس دن اتنا دُکھ ہوا کہ آپ نے فرمایا کہ اس کے بدلہ میں ستر کافروں کے ساتھ یہی معاملہ کروں گا اور خدا کی قسم کھائی۔ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی:

وَاِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوْا بِمِثْلِ مَا عُوْقِبْتُمْ بِهٖ

اے محمد ﷺ اگر آپ بدلہ لیں تو اتنا ہی بدلہ لے سکتے ہیں جتنی آپ کو تکلیف پہنچائی گئی۔ آپ بھی کسی ایک کافر کے ساتھ ایسا کریں۔ (ایک یا چند کے بدلہ میں ستر کافروں کو نہیں مار سکتے) لیکن

وَلَئِنْ صَبَرْتُمْ لَهُوَ خَيْرٌ لِّلصّٰبِرِيْنَ (پ۱۴ النحل)

اگر آپ صبر کریں تو یہ بہتر ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے صبر کو میرے لیے خیر فرمایا۔ اے صحابہ سن لو میں صبر اختیار کرتا ہوں اب کسی ایک سے بھی بدلہ نہیں لوں گا اور میں قسم توڑتا ہوں اور آپؐ نے قسم کا کفارہ ادا فرمایا۔

(معارف القرآن ص ۴۲۲ جلد ۵)

اور کچھ عرصہ بعد حضرت وحشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اب اسلام پیش کیا جا رہا ہے۔ اس واقعہ کو تفسیر خازن کے مصنف علامہ محمود نسفی رحمۃ اللہ علیہ نے جلد ۴ ص ۴۹ پر تفسیر معالم التنزیل کے مصنف محمد حسین بن مسعود الفراء البغوی نے جلد ۴ ص ۸۳ پر اور محدثِ عظیم ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے مرقاۃ شرح مشکوٰۃ جلد ۵ ص ۱۴۹ پر بیان فرمایا ہے۔

رئیس المفسرین حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما جو سرورِ عالم ﷺ کے سگے چچازاد بھائی ہیں روایت کرتے ہیں:

بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى وَحْشِيٍّ يَدْعُوْهُ اِلَى الْاِسْلَامِ

سرورِ عالم ﷺ نے اسلام کی دعوت دینے کے بعد پیغام بھیجا کہ اے وحشی ایمان لے آ و فَاَرْسَلَ اِلَيْهِ تو انہوں نے رسول خدا ﷺ کی طرف جواب بھیجا۔ ذرا دیکھئے پیغامات کے تبادلے ہو رہے ہیں۔ کیا پیغام بھیجا کہ آپ جانتے ہیں۔ (اِنَّ مَنْ قَتَلَ اَوْ اَشْرَكَ اَوْ زَنٰى) جو شرک کرے گا، قتل کرے گا، زنا کرے گا، آپ جانتے ہیں کہ اس

يَلْقَ أَثَامًا يُضَاعَفْ لَهُ الْعَذَابُ (۲۵/۶۹)

وہ اللہ کے یہاں مجرم ہے۔ اس کو سزا بھگتنا پڑے گی اور اس کو ڈبل عذاب دیا جائے گا۔ معلوم ہوا کہ کافر بھی قرآن شریف کو پڑھا کرتے تھے۔ حضرت وحشی حالت کفر میں قرآن پاک کا حوالہ دے رہے ہیں۔ كَيْفَ تَدْعُونِي إِلَىٰ دِينِكَ آپ مجھے اسلام کی طرف کیسے دعوت دے رہے ہیں؟

وَأَنَا قَدْ فَعَلْتُ ذَالِكَ كُلَّهُ۔ میں نے تو ان میں سے کوئی کام بھی نہیں چھوڑا۔

قتل بھی ایسی شخصیت کو کیا جو اسلام میں سب سے محترم شخصیت تھی۔ میں اُس کا قاتل ہوں اور گناہ کے سب کام کیے۔

اللہ تعالیٰ نے وحشی کے اسلام کیلئے دوسری آیت نازل فرمائی۔ دیکھئے یہ اللہ تعالیٰ کا کرم ہے۔ ایسے مبغوض، ایسے مجرم، رسول خداؐ کے چچا کے قاتل پر اللہ تعالیٰ کی رحمت برس رہی ہے۔ کیا ٹھکانہ ہے اس کے حلم کا! دو آیات نازل ہو رہی ہیں، ان کے اسلام کیلئے:

إِلَّا مَنْ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ عَمَلاً صَالِحًا (۲۵/۷)

اے رسول خدا وحشی کو آپ پیغام دے دیں کہ اگر وہ توبہ کر لیں اور ایمان لائیں اور صالح عمل کرتے رہیں تو میں ان کے ایمان اور اسلام کو قبول کرتا ہوں۔ دنیا میں ہے کوئی ایسا حلم والا جو اپنے محبوب عزیز کے قاتل کو اس طرح بخشے گا؟ سرور عالم ﷺ نے اس آیت کو جب اُن کے پاس بھیجا تو اس پر ان کا پیغام سنیے کہتے ہیں۔ هٰذَا شَرْطٌ شَدِيدٌ یہ تو بڑی سخت شرط ہے کیوں کہ میں توبہ کر سکتا ہوں، ایمان لا سکتا ہوں، لیکن

وَعَمِلَ عَمَلاً صَالِحًا

ساری زندگی نیک عمل کرتا رہوں اس میں ذرا مجھے اپنے بارے میں اعتماد نہیں ہے۔

لَعَلِّي لَا أَقْدِرُ عَلَيْهِ میں شاید اس پر قادر نہ ہو سکوں۔

اب تیسری آیت نازل ہو رہی ہے۔ دیکھئے اللہ تعالیٰ ایسے شخص کے اسلام کیلئے، بدترین مجرم کیلئے آیت پر آیت نازل فرما رہے ہیں اور یہ ناز، نخرے دکھا رہے ہیں۔ ہے کوئی ایسا دل گردہ والا جو اپنے مجرم کے ناز نخرے برداشت کرے؟ لیکن اللہ تعالیٰ کی رحمتِ غیر محدود کا کوئی اندازہ نہیں کر سکتا کہ یہ ایمان لانے کیلئے شرطیں لگا رہے ہیں،

پیغامات کے تبادلے ہو رہے ہیں، اُن کیلئے قرآن کی آیات لے کر جبرئیل علیہ السلام کی آمد و رفت ہو رہی ہے۔ اللہ اکبر کیا ٹھکانہ ہے ان کی رحمت کا۔ تیسری آیت کیا نازل فرمائی۔

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ (۴/۱۱۶)

اللہ تعالیٰ شرک کو نہیں معاف کرے گا، لیکن اس کے علاوہ جتنے بھی گناہ ہیں سب معاف کر دے گا، جس کیلئے چاہے گا۔

یعنی وحشی اگر ایمان لائیں اور شرک سے توبہ کر لیں، تو عمل صالح کی بھی قید اُٹھ رہی ہے۔

وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ

شرک کے علاوہ جتنے بھی گناہ ہیں اللہ تعالیٰ بخش دے گا، جس کیلئے چاہے گا۔

اب ان کا جواب سنئے، پھر پیغام کا تبادلہ ہو رہا ہے۔ کہتے ہیں:

اَرَانِیْ بَعْدُ فِیْ شُبْهَةٍ

میں ابھی شبہ میں ہوں کیوں کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مغفرت کی آزادی نہیں دی، بلکہ مغفرت کو اپنی مشیت سے مقید کر دیا کہ جس کو میں چاہوں گا، اس کو بخش دوں گا۔ مجھے کیا پتہ کہ اللہ تعالیٰ کی مشیت میرے لیے ہوگی یا نہیں، وہ میرے لیے مغفرت چاہیں گے، یا نہیں۔

فَلَا اَدْرِیْ يَغْفِرُ لِیْ اَمْ لَا؟ پس میں نہیں جانتا کہ وہ مجھے بخشیں گے یا نہیں۔

بتائیے! پیغامات کے تبادلے سن رہے ہیں، آپ لوگ! کیا یہ حق تعالیٰ کا جذب نہیں ہے؟ یہ اُنہیں کا جذب ہے۔ حضرت وحشیؓ کو بھی خبر نہیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں جذب فرما رہے ہیں۔ ع

کوئی کھینچے لیے جاتا ہے خود جیب و گریباں کو

اب چوتھی آیت نازل ہو رہی ہے:

قُلْ يٰعِبَادِیَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰۤى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا ط اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۝

یہ آیت اتنی قیمتی ہے کہ جب یہ نازل ہوئی تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ:

مَا اُحِبُّ اَنَّ لِیَ الدُّنْیَا بِهٰذِہِ الْاٰیَةِ (مشکوٰۃ ۲۰۶)

یہ آیت مجھے اتنی محبوب ہے کہ اگر اس کے بدلہ میں مجھے پوری کائنات مل جائے، تو وہ عزیز نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

قُلْ یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓی اَنْفُسِهِمْ

اے محمد ﷺ! آپ میرے گنہگار بندوں کو بتا دیجیے کہ اے میرے بندو! جنھوں نے اپنے اوپر زیادتیاں کرلیں، ظلم کرلیے، بے شمار گناہ کرلیے لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ تم میری رحمت سے نا اُمید نہ ہو۔

اِنَّ اللّٰهَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعًا

یقیناً اللہ تمام گناہوں کو معاف فرمادے گا۔ اب معصیت کی بھی قید نہیں ہے۔ اس قید کو بھی میں ہٹا رہا ہوں، تاکہ میرے گناہ گار بندے مایوس نہ ہوں۔ اِنَّ تاکید ہے، الذُّنُوْبَ پر الف لام استغراق کا ہے یعنی کوئی گناہ ایسا نہ ہوگا جس کو اللہ نہ بخش دے گا اور جَمِیْعًا میں تاکید ہے۔ تین تاکیدوں سے اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ ہم تمام گناہوں کو بخش دیں گے۔

اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ

یہ جملہ تعلیلیہ ہے، معرض علت میں ہے یعنی وجہ بھی بتادی کہ ہم کیوں بخش دیں گے؟ کیوں کہ اللہ تعالیٰ بڑا ہی بخشنے والا، بڑا ہی رحمت والا ہے اور اپنے نام پاک غفور کو رحیم پر مقدم فرمایا کہ معلوم بھی ہے ہم بندوں کو کیوں بخش دیتے ہیں؟ بوجہ رحمت کے۔ اپنی شان رحمت کی وجہ سے، ہم تمہاری مغفرت فرماتے ہیں۔ تمہارے گناہ محدود ہیں۔ میری مغفرت محدود نہیں ہے۔ میری غیر محدود رحمت کے سامنے تمہارے گناہ ایسے ہیں جیسے ایک چڑیا سمندر سے ایک قطرہ اُٹھالے۔ جو نسبت اس قطرہ کو سمندر سے ہے اتنی بھی تمہارے گناہوں کو میری غیر محدود رحمت و مغفرت سے نہیں۔

انسانوں کا پیشاب پاخانہ کراچی کے سمندر میں جاتا ہے، لیکن ایک لہر آتی ہے اور سب اٹھا کر لے جاتی ہے اور سب پاک کر دیتی ہے۔ یہ سمندر تو محدود ہے۔ اللہ کی رحمت و مغفرت کے غیر محدود سمندر کا کیا عالم ہوگا۔ ایک موج آئے گی اور ان شاء اللہ تعالیٰ ہمارے سب گناہوں کو بہالے جائے گی۔

اس آیت کے نزول کے بعد کیا ہوا۔ اب تبادلہ پیغامات کا نقشہ بدل گیا حضرت وحشیؓ کا کام بن گیا۔ کہ نَعَمْ هٰذَا یہ بہت اچھی آیت ہے۔

فَجَاءَ وَاَسْلَمَ

پھر آئے اور اسلام قبول کرلیا۔ صحابہؓ نے پوچھا کہ یارسول اللہ ﷺ:

هٰذَا لَهٗ خَاصَّةٌ اَمْ لِلْمُسْلِمِيْنَ عَامَّةٌ

کیا یہ آیت وحشی کیلئے خاص ہے یا سارے مسلمانوں کیلئے ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

بَلْ لِلْمُسْلِمِيْنَ عَامَّةٌ قیامت تک کے تمام مسلمانوں کیلئے اللہ کا یہ فضل عام ہے۔

نادم گنہگار کی رسوائیوں کی تلافی

ابا جب بچہ کی خطاؤں کو معاف کر دیتا ہے تو باپ کی ناراضی سے اس کی جو ذلت اور رسوائی ہوتی ہے ہر طرف چرچا ہوتا ہے کہ بڑا نالائق بیٹا ہے تو پھر باپ یہی کہتا ہے میرا بیٹا لائق ہے، اس نے معافی مانگ لی اور اس کو کوئی عہدہ دے دیتا ہے یا کلفٹن کا کوئی بنگلہ دے دیتا ہے یا کوئی زبردست مرسڈیز کار دے دیتا ہے یا کوئی فیکٹری اس کے نام لکھ دیتا ہے، جس سے لوگ سمجھ جائیں کہ باپ نے اس کو پیار کرلیا۔

اب اللہ تعالیٰ بھی حضرت وحشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام ایک فیکٹری لکھ رہے ہیں۔

وہ کیا؟ نبوت کا جھوٹا دعویٰ کرنے والا مسیلمہ کذاب جس سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو جہاد کرنا پڑا، اس کو حضرت وحشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے قتل کرادیا۔ اس وقت بہت سے بڑے بڑے صحابہؓ جرنیل تھے لیکن یہ نعمت حضرت وحشی رضی اللہ عنہ کی قسمت میں اللہ تعالیٰ نے لکھی۔

یہ شرف اللہ تعالیٰ نے حضرت وحشی کو دینا تھا کہ میرا یہ بندہ قاتل حمزہؓ ہے۔ اسی کے ہاتھوں سے اب ایک ذلیل ترین شخصیت کو قتل کرادیا جائے تاکہ اس کی عزت قیامت تک امت کے اندر قائم ہو جائے، ہم اپنے اس رسوا اور ذلیل بندہ کی قسمت کو بدلنا چاہتے ہیں، ہم اسکی تاریخ بدلنا چاہتے ہیں، ہم اس کی تاریخ کو سنہرے حروف سے لکھوانا چاہتے ہیں۔ لہٰذا اس مسیلمہ کذاب کو حضرت وحشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھوں سے قتل کرادیا۔

اس کے بعد انہوں نے اعلان کیا کہ

قَتَلْتُ فِیْ جَاهِلِيَّتِیْ خَيْرَ النَّاسِ وَفِیْ اِسْلاَمِیْ شَرَّ النَّاسِ. (روح المعانی ص ۱۶۱ ج ۶)

میں نے اپنے زمانہ کفر میں۔۔۔زمانہ جاہلیت میں۔۔۔دنیا کے ایک بہترین انسان کو قتل کیا تھا اور اپنے زمانہ اسلام میں میں نے بدترین انسان کو قتل کیا جو نبوت کا دشمن تھا اور جھوٹا نبی بنا ہوا تھا جس کو اللہ اپنا بناتا ہے اس کی بگڑی کو بنانا اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے۔

حسن کا انتظام ہوتا ہے
عشق کا یوں ہی نام ہوتا ہے

آہ! ذلت کو اللہ تعالیٰ نے کس طرح سے عزت سے تبدیل کردیا۔ اس لیے دعا کیجیے کہ:

اے خدا! ہماری رسوائیوں اور ذلتوں کے اندھیروں پر اپنے آفتاب عزت کی کچھ شعاعیں ڈال دیجیے، تاکہ ہماری ذلتیں عزتوں سے تبدیل ہو جائیں۔

حضرت جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مثنوی میں ایک چنگ یعنی سارنگی بجانے والے کا قصہ لکھا ہے کہ یہ سارنگی بجایا کرتے تھے، بہترین آواز تھی، ہر وقت گاناگا رہے ہیں، سارنگی بجا رہے ہیں، آواز ایسی کہ بچے اور جوان، مرد اور عورت ہر وقت گھیرے رہتے ہیں۔ کوئی حلوہ لا رہا ہے، کوئی بریانی لا رہا ہے، کوئی کباب لا رہا ہے، پیسے برس رہے ہیں لیکن جب بڈھے ہو گئے اور آواز خراب ہو گئی تو ساری دنیا ہٹ گئی، سب لوگ بھاگ گئے کہ اب یہ پھوٹا ربانہ، کوے کی سی آواز کون سنتا ہے۔ اب کوئی پوچھتا نہیں یہاں تک کہ فاقہ کی نوبت آ گئی، بھوکوں مرنے لگے تب مدینہ پاک کے قبرستان میں جا کر ایک ٹوٹی ہوئی قبر میں لیٹ گئے اور اللہ تعالیٰ کو اپنا بھجن سنانا شروع کیا۔ سارنگی بھی بج رہی ہے اور بھجن بھی سنا رہے ہیں اور کیا سنا رہے ہیں کہ:

اے اللہ! جب میری آواز اچھی تھی تو آپ کے بندے مجھے حلوہ دیتے تھے، مردوزن، بوڑھے، بچے سب گھیر لیتے تھے۔ اب میری آواز خراب ہو گئی تو آپ کی مخلوق نے مجھ سے بے وفائی کی۔ میں ساری دُنیا سے مایوس ہو کر اب آپ کے دروازہ پر آ پڑا ہوں، اس قبرستان میں اب میں آپ کو اپنی آواز سناؤں گا۔ اگرچہ بچہ بچہ پر فالج گر جائے،

لنگڑا لولا ہو یا اندھا ہو لیکن ماں، باپ اس کو رد نہیں کرتے ہم نے کبھی نہیں سنا کہ کسی ماں باپ نے لنگڑے لولے بچہ کو پھینک دیا ہو۔ آپ نے مجھے پیدا کیا ہے میری آواز کے خریدار آپ ہی ہو سکتے ہیں۔ لہٰذا آج آپ ہی کو سناؤں گا۔ آپ کی مرضی، چاہے تو جلا دیجیے یا قبر میں سلا دیجیے، میں تو پہلے ہی سے لیٹا ہوا ہوں۔ اگر آپ چاہیں تو بھوک سے روح نکال لیں۔ میں تو قبرستان ہی میں ہوں۔۔۔ میرے لیے تو کسی کو قبر بنانے کی بھی ضرورت نہیں۔

بروایت مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ۔۔۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خواب میں دکھایا کہ اے عمر! میرا ایک بندہ قبرستان میں لیٹا ہوا ہے۔ گنہگار زندگی ہے، سارنگی لیے ہوئے ہے اور مجھے رو رو کے یاد کر رہا ہے۔ اس کو جا کر میرا اسلام کہیے اور بیت المال سے اس کا ماہانہ مقرر کر دیجیے، اور اس سے کہہ دیجیے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہاری خراب آواز کو قبول کر لیا ہے اور آئندہ سے تم کو بھیک مانگنے کی، گانے بجانے کی ضرورت نہیں ہے۔

مولانا رومیؒ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہر قبر کو جھانکا۔۔۔جس قبر میں یہ لیٹے ہوئے تھے اس میں جھانکا تو یہ کانپنے لگے کیوں کہ حضرت عمرؓ کا رعب بہت تھا۔ میرے شیخؒ نے سنایا تھا، کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جا رہے تھے اور پیچھے صحابہ چل رہے تھے کہ اچانک پیچھے مڑ کر دیکھا تو سارے صحابہ گھٹنوں کے بل گر پڑے۔ ایسی ہیبت تھی۔ لہٰذا پیر چنگی کانپنے لگا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ تم ڈرو مت۔ میں تمہارے لیے اللہ تعالیٰ کا سلام اور پیغام لایا ہوں۔ تمہیں خدائے تعالیٰ نے سلام کہلایا ہے اور یہ فرمایا ہے کہ میں تمہارے لیے وظیفہ مقرر کر دوں۔ ہر مہینہ تم کو سرکاری خزانہ سے وظیفہ ملتا رہے گا۔ اب تم کوئی فکر مت کرو۔ پیر چنگی نے فوراً پتھر اُٹھایا اور سب سے پہلے سارنگی توڑی اور حضرت عمر کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا اور کہا کہ:

اے عمر! گواہ رہنا! میں آج کی تاریخ سے کوئی نافرمانی نہیں کروں گا جو اللہ مجھ جیسے ناپاک، روسیاہ، بدکار اور گانا بجانے والے پر اتنی رحمت کر رہا ہے کہ آپ جیسے خلیفۃ المسلمین کو۔۔۔ایسی مقدس شخصیت کو جس کے اسلام پر فرشتوں نے خوشیاں منائی تھیں، مجھ جیسے نالائق کے پاس بھیج رہا ہے اور سلام کہلوا رہا ہے اور بیت المال سے میرے لیے وظیفہ بھی مقرر کروا دیا۔ میں ایسے اللہ کو کیسے ناراض کروں؟

شرائطِ محبت

محبت کی شرائط میں سے چار بڑی اہم شرائط ہیں۔

۱۔ امام بخاری نے لکھا ہے کہ محبت کے لیے پہلی شرط یہ ہے کہ اس کی آنکھیں اپنے محبوب کے عیب دیکھنے سے اندھی ہوتی ہیں۔

۲۔ محبّ کے کان اپنے محبوب کے عیب سننے سے بہرے ہوتے ہیں۔

۳۔ من احب شئیً فاکثر ذکرہ۔ جس سے محبت ہو اس کا ذکر زیادہ کیا جاتا ہے۔

۴۔ محبّ اپنے محبوب کا ذکر سن کر خوش ہوتا ہے۔ اگر محبوب کا ذکر کرنے اور سننے سے وہ خوش نہ ہو تو وہ بھی سچا محبّ نہیں ہوسکتا۔

مولانا رومؒ نے لکھا ہے کہ مجنوں ایک روز ریگستان میں بیٹھا اپنے چاروں طرف ریت پر اپنی انگلی سے لیلیٰ لیلیٰ لکھ رہا تھا کسی عقلمند نے اس سے پوچھا میاں مجنوں ریت پر کیا لکھ رہے ہو تو اس نے جواب دیا کہ لیلیٰ کے نام کی مشق کر رہا ہوں اور اپنے چاروں طرف اپنی لیلیٰ کا نام اس لیے لکھا ہے کہ جس طرف بھی دیکھوں میری لیلیٰ کا نام ہی نظر آئے تو نبی کریم ﷺ میں تو کوئی عیب ہے ہی نہیں حضرت حسانؓ نے نبی کریم ﷺ کے سامنے کیا خوب کہا تھا خلقت مبرا من کل عیبٍ ۔ یارسول اللہ ﷺ آپ کو اللہ کریم نے ہر عیب سے پاک پیدا کیا ہے آپ سے محبت کرنے والوں کو کیا آپ ﷺ کے مخالفین کو بھی ساری زندگی آپ ﷺ میں کوئی عیب نظر نہیں آیا وہ سب بھی آپ کو صادق اور امین کہتے تھے تو جس ہستی میں اس کے دشمنوں کو بھی کوئی عیب نظر نہ آئے تو پھر اس کا کلمہ پڑھنے والوں کی آنکھیں اور کان اس میں کیسے عیب دیکھ اور سن سکیں گے باقی رہی تیسری شرط کہ جس سے محبت ہو اس کا ذکر زیادہ کیا جاتا ہے تو اللہ کریم نے اپنے محبوب کریم ﷺ کے متعلق فرمایا ورفعنا لك ذكرك کہ ہم نے تیرا ذکر تیرے لیے بلند کیا اللہ کریم نے حضور کا ذکر اپنے ذکر کے ساتھ اس لیے رکھا کہ جو

خواہش تھی کہ میرے اللہ کریم کی اور تسبیح پڑھو اب میں خود ان بکریوں کو چرانے کے لیے تمہارے ساتھ رہوں گا تا کہ تم تسبیح پڑھو گے اور میں تمہاری بکریوں کی نگرانی کروں گا یعنی محبّ اپنے محبوب کا ذکر سن کر اتنا خوش ہوتا ہے کہ اس ذکر کی خوشی میں سب مال و دولت بلکہ اپنی جان بھی قربان کرنے کو تیار ہوتا ہے اگر کوئی محبّ اپنے محبوب کا عاشق اپنے معشوق کا ذکر سن کر خوش نہ ہو تو وہ محبت میں سچا نہیں ہو سکتا یعنی اس کے دل میں ابھی تک اپنے محبوب کی محبت کامل نہیں ہوئی یہ بھی ایک کسوٹی ہے جس سے لوگوں کے دلوں کی محبت کا جائزہ لیا جا سکتا ہے دیکھا گیا ہے کہ جب بھی کہیں نعت خوانی یا محفل میلاد ہو تو لوگوں کے چہروں پر نظر ڈالنے سے پتہ چل جاتا ہے کہ کس کس کے دل میں نبی کریم ﷺ کی محبت ہے جن کے دلوں میں محبت ہوتی ہے ان کے چہرے کھلے ہوتے ہیں وہ خوشی سے جھولتے ہیں اور کبھی اظہار محبت کی خاطر خوش ہو کر نبی کریم ﷺ کی یاد میں نعرہ رسالت بھی لگا دیتے ہیں اور اس محفل میں کچھ لوگ مجبوراً ہی بیٹھے ہوتے ہیں ان کے چہروں پر نفرت و ناراضگی کے اظہار نظر آ رہے ہوتے ہیں یہ اس لیے اس محفل میں جو بھی نبی کریم ﷺ کا ذکر سن کر خوش ہوتے ہیں ان کے دلوں میں حضور کی محبت ضروری ہوتی ہے جو نفرت، ناراضگی کا اظہار کرتے ہیں ان کے دل محبت سے خالی ہوتے ہیں وہ ذکر سن کر خوش ہونے کی بجائے بیزار ہوتے ہیں تو مذکورہ بالا چاروں شرائط جن میں پائی جائیں گی اس کے دل میں ہی نبی کریم ﷺ کی سچی محبت ہوگی ورنہ دل محبت سے خالی ہوگا اگر حضور پاک ﷺ کے ساتھ محبت ہی نہیں ہوگی تو ایمان بھی ناقص ہوگا تو نبی کریم ﷺ کے ساتھ محبت رکھنے والا ہی اللہ کے نزدیک مومن ہوگا بعض مبلغین محبت کا معیار یہ بیان کرتے ہیں کہ ارکان اسلام یعنی نماز روزہ اور چہرہ پر داڑھی رکھ لینے کو ہی نبی کریم کی محبت مانتے ہیں جب کہ یہ تو دین کے رکن ہیں ان پر عمل کرنے والوں کو مسلمان تو سمجھا جا سکتا ہے کیونکہ نبی پاک ﷺ کے زمانہ مبارک میں منافقین مسجد نبوی میں صحابہ کرام اور ساتھ نبی کریم ﷺ کے پیچھے

نمازیں اور جمعیں بھی پڑھتے تھے اور بوقت خطبہ مسجد نبوی میں لوگوں کے سامنے اپنے مسلمان ہونے کا اقرار قسمیں اٹھا کر کرتے تھے مگر سورہ منافقین میں ان کی منافقت کا پول کھل گیا اللہ کریم نے فرمایا جو منافقین آپ کے پاس حاضر ہو کر قسمیں اٹھا کر اعلان کرتے ہیں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں اے محبوب اللہ تو جانتا ہی ہے کہ آپ اس کے رسول ہیں مگر یہ لوگ جھوٹے ہیں انہوں نے اپنی قسموں کو بچنے کے لیے ڈھال بنا رکھا ہے تو ثابت ہوا چاہے چہرہ پر داڑھی بھی ہو نمازیں بھی مسجد نبوی شریف میں نبی کریم ﷺ کے پیچھے پڑھی جائیں مگر ایمان پھر بھی نہیں ملتا کیونکہ ارکان اسلام پر تو عمل ہو رہا ہے مگر دل میں نبی پاک ﷺ کی محبت کی بجائے بغض اور دشمنی ہے اور ایمان ہے نبی کریم ﷺ کی محبت کا نام۔ اگر دل میں نبی کریم ﷺ کی محبت ہوگی تو پھر یہ سب اعمال نور اعلیٰ نور ہوں گے ورنہ یہ اعمال ریت کے ڈھیروں کے سوا کچھ حیثیت نہیں رکھتے۔ حضرت عمر فاروقؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص کو جناب رسول ﷺ نے شراب پینے کے جرم میں سزا دی پھر وہ ایک دن حاضر کیا گیا پھر آپ نے اسے سزا کا حکم دیا ایک شخص نے اس مجمع میں کہا کہ اے اللہ اس پر لعنت کر کہ کس قدر کثرت سے اس کو اس جرم کی سزا دی گئی مگر یہ باز نہیں آیا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس پر لعنت مت کرو کیونکہ یہ اللہ اور اس کے رسول سے محبت رکھتا ہے۔ (بخاری) یعنی لوگوں کی نظروں میں وہ بار بار سزا پانے والا شخص گناہ گار تو تھا مگر اس کے دل میں محبت تھی جس کی وجہ سے اس پر لعنت کرنے سے روکا گیا اور تفسیر روح البیان میں ہے کہ حضرت عمر فاروقؓ کے دور خلافت میں کسی مسجد میں ایک آدمی نمازیں پڑھایا کرتا تھا یعنی صحابہ کی نمازوں کی امامت کراتا تھا ثابت ہوا کہ وہ دوسرے صحابہ سے بظاہر علم والا اور پرہیز گار ہی ہوگا مگر وہ نماز کی ہر رکعت میں صرف ایک ہی سورت عَبَسَ وَتَوَلّٰی کی تلاوت کرتا تھا نمازیوں نے اس سے اس کی وجہ پوچھی وہ کہنے لگا کہ مجھے یہ سورت بہت اچھی لگتی ہے نمازیوں نے جا کر امیر المومنین حضرت عمرؓ سے شکائیت کی آپ نے

اس کو اپنے پاس بلا کر پوچھا کہ تیرے پیچھے نمازیں پڑھنے والے کہتے ہیں کہ تم ہر نماز میں صرف ایک ہی سورت پڑھتے ہو اس نے جواب دیا ٹھیک ہے آپ نے فرمایا کیا تجھے قرآن کی کوئی اور سورتیں نہیں آتیں اس نے کہا آتی ہیں پھر آپ نے فرمایا جب تم کو اور سورتیں بھی آتی ہیں تو پھر ہر رکعت میں صرف یہ سورت ہی کیوں پڑھتا ہے تو اس نے جواب دیا کہ مجھے یہ سورت اچھی لگتی ہے آپ نے پوچھا کیوں تم کو یہ سورت دوسری تمام سورتوں سے اچھی لگتی ہے تو اس نے کہا صرف اس لیے کہ اس میں اللہ نے اپنے نبی کو ڈانٹا ہے تو حضرت عمر فاروق نے اپنی تلوار سے اس کا سر خود قلم کر دیا اور فرمایا کہ اس کے دل میں نبی کریم ﷺ کی محبت کی بجائے بغض اور حسد ہے اس لیے اس کو نماز کا امام بنانے کی بجائے قتل ہی کرنا چاہیے جبکہ مذکورہ سورۃ عبس میں اللہ کریم نے اپنے محبوب کو ڈانٹا نہیں بلکہ فرمایا اے میرے محبوب کریم اگر یہ کفار مکہ آپ کی بات نہیں سنتے تو انہیں جانیں دیں اور آپ اپنا رخ مبارک اس عاشق کی طرف کریں جس کے دل میں آپ کی سچی محبت موجزن ہے۔ تو اس سورت میں اگر ڈانٹنا تھا تو حضرت عبداللہ ابن مکتوم کو ڈانٹ پڑنی تھی جس نے درمیان میں بات کاٹ کر نبی کریم ﷺ کو اپنی طرف رخ مبارک کرنے کی التجاء کی تھی نہ کہ حضور پاک ﷺ، اور یہ اس امامت کرنے والے کی غلط سوچ تھی تو جس انسان کی کسی سے کدورت ہو تو اس کے دل میں اس پاک شخصیت کے متعلق غلط فہمیاں ہی پیدا ہوتی ہیں اگر محبّ محبت میں سچا ہو تو اس کے محبوب ﷺ میں اگر کوئی نقص بھی ہو تو وہ اسے نقص کی بجائے خوبی ہی نظر آتی ہے کہتے ہیں کہ کسی محبّ کا محبوب کبڑا تھا لوگ اسے طعنے دیتے تھے کہ تیرا تو محبوب کبڑا ہے تم اس سے محبت کیوں کرتے ہو تو اس نے کہا لوگو! میرا محبوب ہرگز کبڑا نہیں بلکہ بڑا نازک مزاج ہے لوگوں نے کہا کہ اچھا کل تیرے محبوب کو دیکھیں گے تو اس محبّ نے لوگوں کے آنے سے قبل اپنے محبوب کو بنایا سنوارا اس کو غسل کرا کر اسے نئے کپڑے پہنائے اس کے گلے میں پھولوں کے ہار ڈالے اور دونوں بازوؤں پر سونے کے

گجرے پہنا دیئے جب لوگوں نے دیکھا تو وہ کبڑا تو تھا ہی مگر محبؐ اسے کبڑا نہیں مانتا تھا بلکہ وہ کہتا تھا۔

نازک کمر لٹک گئی پھولوں کے ہار سے
سینہ پسینہ ہو گیا گجروں کے بھار سے

یعنی اس نے کہا لوگوں میرا محبوب اتنا نازک طبع ہے کہ پھولوں کے بھار سے اس کی کمر جھک گئی اور بازوؤں میں جو سونے کے گجرے ہیں ان کے بھار سے اسے پسینہ آ گیا۔ اعظم جتھے دل لگ جائے اوتھے عیب نظر نہیں آ ؤندا۔ تو اللہ کریم نے اپنے محبوب کریم ﷺ کو ایسی صفات اور حسن و جمال عطاء کیا تھا کہ جو بھی کسی حسد اور تعصب کے بغیر آپ کی زیارت کرتا تو وہ آپ کا دیوانہ ہو جاتا تو نبی کریم ﷺ کا ذکر مبارک بھی جس قدر ہو رہا ہے آج تک کسی نبی ولی پیغمبر بلکہ پوری مخلوق میں سے کسی کا بھی نہیں ہوا اسی لیے آپ کا نام مبارک محمد ﷺ اللہ کریم نے خود رکھا ہوا ہے کہ جس کی زیادہ سے زیادہ تعریف کی جائے تو نبی پاک ﷺ کا ذکر اور تعریف سب سے زیادہ ہونے کی ایک سب سے بڑی وجہ یہ بھی ہے تا کہ اس سے نبی کریم ﷺ کی محبت لوگوں کے دلوں میں رچ جائے اس لیے بعد میں آنے والے جنہوں نے نہ تو نبی کریم ﷺ کو اور نہ ہی آپ کے علاقہ اور شہر کو دیکھا ہو گا مگر آپ کی صفات اور ذکر سن کر ہی آپ سے محبت کریں گے۔ اللہ کریم نے محبت سے آپ کے نور مبارک کو پیدا کیا اور اسی نور نے پیدا ہوتے ہی محبت کے ساتھ اللہ کریم کو سجدہ کیا پھر اللہ کریم نے اپنے اس محبوب نبی کریم ﷺ کی محبت اپنی مخلوق میں ڈال دی اور خصوصاً مسلمانوں کے ایمان کے ساتھ اس کو ایسا لازمی قرار دے دیا کہ مومن کے ایمان کی روح نبی کریم ﷺ کی محبت ہے اقبال نے کیا خوب کہا ہے:

مغز قرآن روح ایمان جان دین
ہست حب رحمتہ اللعالمین

دست شفا

پوچھتا ہے در سرکار یہ کیا رکھا ہے؟
مردہ دل، چل کہ وہاں آب بقا رکھا ہے

حُسن احمد پہ فدا سارے فلک سارے رسل
اک نے ہر ایک کو دیوانہ بنا رکھا ہے

دہن ناسوت بیاں کیسے کرے اس کی ثناء
لامکاں کو بھی مکاں جس نے بنا رکھا ہے

ان سے کونین، وہ خود شکل شیریں موجود
رب نے قطرے میں سمندر کو چھپا رکھا ہے

ان پہ اللہ نے، اِتمام نِعَم فرمایا
کون سا خیر ہے جو ان سے اٹھا رکھا ہے

درِ فقرِ محمد کے بس اک گوشے نے
سارے عالم کے خزانوں کو چھپا رکھا ہے

شب مولد کے چراغاں سے ہے اعداد کو جلن
عاشقوں نے تو دیا دل کا جلا رکھا ہے

پڑھ کر قرآن مبیّن کرتے ہیں توہین رسول
خوب لوگوں نے دکانوں کو سجا رکھا ہے

آہ ہے اشک ہے اور چند درودوں کے گلاب
اور محتاج کی زنبیل میں کیا رکھا ہے

بدؔر بیمار کو بس اتنی تسلی مل جائے
آپ کا سر پہ مرے دست شِفا رکھا ہے

بیڑا پار ہو جائے

دمِ آخر، کرم بندے پہ یہ سرکار ہو جائے
تمنا ہے کہ اس دم آپ کا دیدار ہو جائے
جو تم چاہو تو ہر طوفان میرا غمخوار ہو جائے
نظر کر دو تو ہر مشکل سے بیڑا پار ہو جائے
اسے نفس عدو کی قید سے آکر چھڑا لینا
میرے مولا تمہارا بدرؔ گر بدکار ہو جائے
دعائیں مانگتا ہوں موت گر آئے تو طیبہ میں
یہ مشت خاک میری زیرِ پائے یار ہو جائے
یہ جسم و جان، دل و دولت عطائے شاہ بطحا ہے
الٰہی سب فدائے احمد مختار ہو جائے
سلام شوق پڑھ کر ان کی رحمت کو بلا لینا
جنازہ غسل دے کر جب میرا تیار ہو جائے
تُرابِ طیبہ رُخسار و کفن پر میرے مل دینا
کہ اَنوارِ مدینہ سے بدن سرشار ہو جائے
اٹھانا جب جنازہ پڑھتے چلنا نعت شاہ دین
کہ یہ معمول جاتے جاتے، پھر اک بار ہو جائے
لِٹانا قبر میں تو کچھ دُرود پاک پڑھ لینا
کہ مانوس اس صدا سے قبر کی دیوار ہو جائے
جناب بدرؔ راہ مرگ سے اس شوق میں گزرو
کہ آگے بڑھ کر اپنے آقا کا دیدار ہو جائے

قُلْ

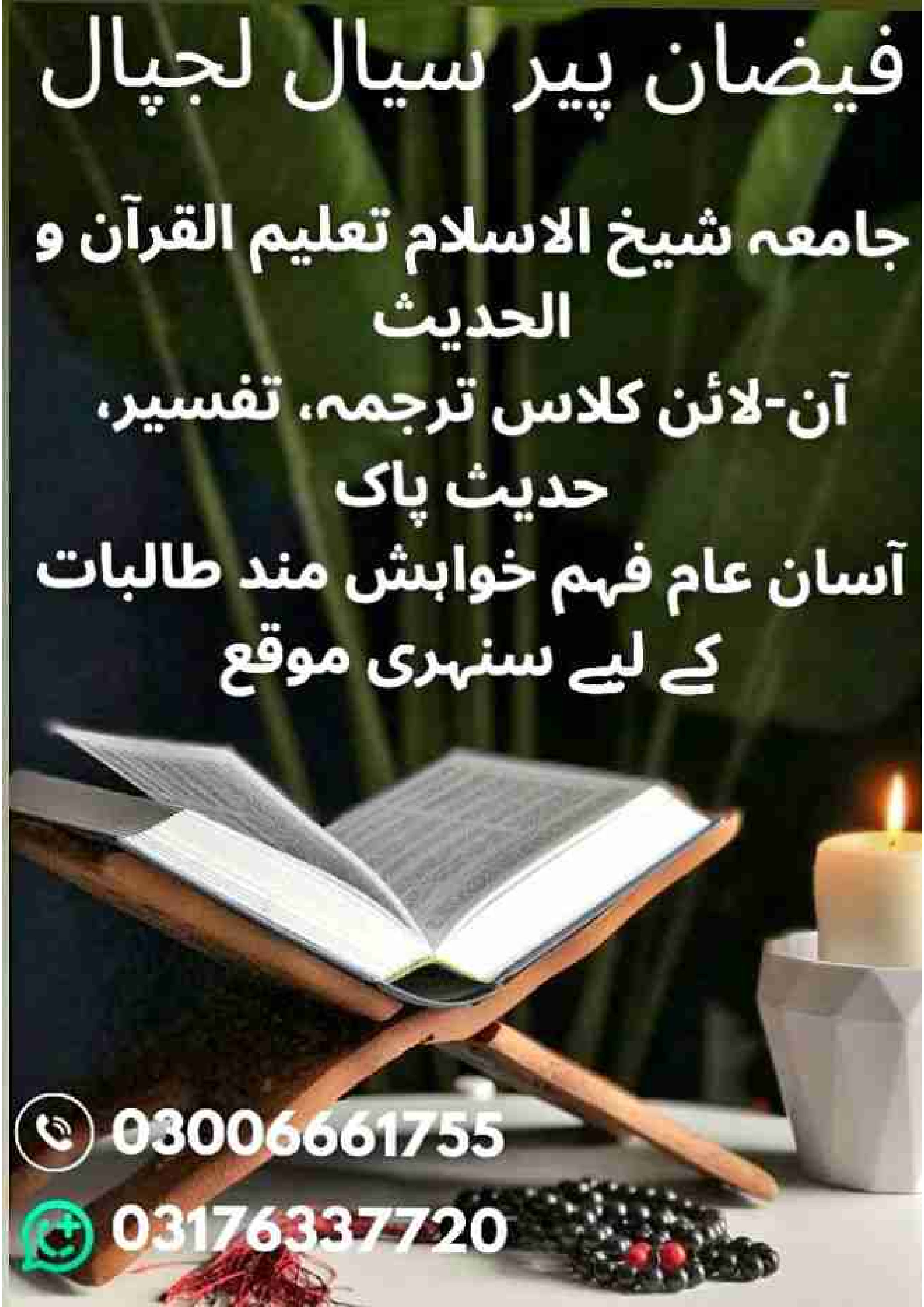
عِشْقُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

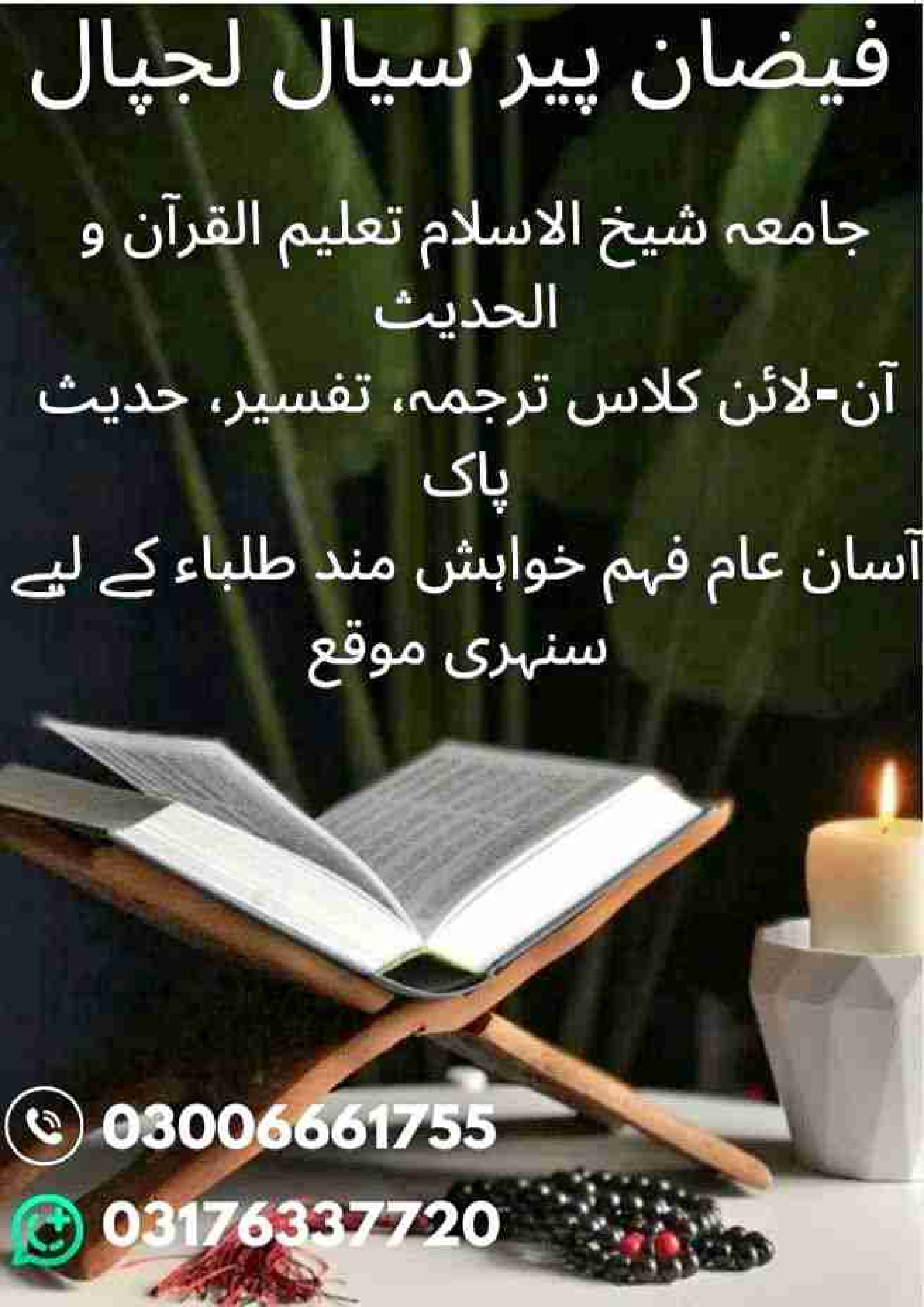
مَذْهَبِیْ وَحُبُّهٗ مِلَّتِیْ

وَطَاعَتُهٗ مَنْزِلِیْ!

(یہ کہ) حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق میرا مذہب، محبت میری مِلّت اور اِتّباع میری منزل ہے

❖


فیضان پیر سیال لجپال
جامعہ شیخ الاسلام تعلیم القرآن و
الحدیث
آن-لائن کلاس ترجمہ، تفسیر،
حدیث پاک
آسان عام فہم خواہش مند طالبات
کے لیے سنہری موقع
03006661755
03176337720


فیضان پیر سیال لجپال
جامعہ شیخ الاسلام تعلیم القرآن و
الحدیث
آن-لائن کلاس ترجمہ، تفسیر، حدیث
پاک
آسان عام فہم خواہش مند طلباء کے لیے
سنہری موقع
03006661755
03176337720

فیضان پیر سیال لجپال



03006661755

03176337720

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

یوں عشق محبوب ﷺ مرا دم ساز ہوا ہے

لگتا ہے کہ اب عمر کا آغاز ہوا ہے

چیف آرگنائزر بزم عشاق

حضرت علامہ حافظ محمد زمان خان چشتی سیالوی کی عالمانہ، عارفانہ، عاشقانہ چند تحریریں

☆	وسیلہ محبوب ﷺ	☆	ادب و تعظیم محبوب ﷺ
☆	گریہ محبوب ﷺ	☆	نور الہدیٰ ﷺ
☆	عشق خیر الوریٰ ﷺ	☆	عجب چیز ہے لذت آشنائی
☆	اطاعت محبوب ﷺ	☆	شمس الضحیٰ ﷺ
☆	شان غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ	☆	صاحب الجود والکرم ﷺ
☆	راحت دو جہاں ﷺ	☆	اسلام میں دل جوئی کا مقام
☆	لفظ ولی کا معنی و مفہوم	☆	اسلام میں دل شکنی جائز نہیں
☆	عقیدت کے پھول	☆	کیا وسیلہ سے مانگنا جائز ہے
☆	آئینہ جمال کبریاء ﷺ	☆	وسیلتنا فی الدارین ﷺ
☆	بنا کے مصور نے توڑا قلم	☆	جب بھی مانگو وسیلے سے مانگو
☆	محبت اور علامات محبت	☆	کون کہتا ہے وسیلہ سے مانگنا جائز نہیں
☆	صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے عقائد	☆	وبا لوالدین احسانا
☆	عشق است امام من	☆	آنچہ خوباں ہمہ دارند
☆	رحمت دو جہاں ﷺ	☆	اہل ایمان سلام کہتے ہیں؟
☆	پیکر حسن و جمال ﷺ	☆	اسمائے محبوب ﷺ

☆	فضائل رمضان وقرآن مجید	☆	انما المؤمنون اخوه
☆	روزہ کے طبی فوائد	☆	خير كم من تعلم القرآن وعلمه
☆	فضیلت علم اور صاحب علم	☆	محبت الٰہی کے ثمرات
☆	قرآن مجید ایک نعت مسلسل ہے	☆	نور بشر کی وضاحت
☆	ہر گل، ہر شجر میں محمد ﷺ کا نور	☆	میرے مرشد لجپال
☆	عظمت مصطفیٰ ﷺ	☆	خطبات زماں (1 تا 12)
☆	امتی تیری قسمت پہ لاکھوں سلام	☆	مقالات زماں (1 تا 10)
☆	حقوق مصطفیٰ ﷺ	☆	مقالات عشق رسول ﷺ
☆	ورفعنالك ذكرك	☆	مقالات سیرت محبوب ﷺ
☆	سلطان دو جہاں ﷺ	☆	مقالات صورت محبوب ﷺ
☆	نسبت محبوب ﷺ	☆	محبت کی لازوال داستاں
☆	جان ایماں ﷺ	☆	مساوات محبوب ﷺ
☆	روح ایماں ﷺ	☆	شاید کہ اتر جائے ترے دل میں میری بات
☆	مسلمانوں کے حقوق		تم سے کیا محبت ہوگئی
☆	افضل الخلق ﷺ		جیسے میرے محبوب ہیں ایسا نہیں کوئی
☆	احسن الخلق ﷺ	☆	کھنچتی ہے کھال کٹتی ہے گردن
☆	اول الخلق ﷺ		عشق ہے تماشہ نہیں ہے
☆	پیکر نور ﷺ	☆	صبر حسین بھی ہے عشق
☆	تذکرہ حسن محبوب ﷺ		صدق خلیل بھی ہے عشق
☆	اسلام میں دوستی کا تصور	☆	دن تو تیرے ہی تصور میں گزر جاتا ہے
☆	علم کی فضیلت واہمیت قرآن و	☆	عارفانہ تقریریں

	حدیث کی روشنی میں	☆	پیام محبت
☆	اخلاق سے کام لو گر دل جیتنے ہیں	☆	وہ مصور کیسا ہوگا؟
☆	نظام مصطفیٰ ﷺ ہی میں امن و	☆	اہل دل
	سکوں ہے	☆	صحیفہ عشق
☆	جنت کے مالک	☆	عقل و عشق
☆	جہنم کا ایندھن	☆	عشق اور اہل عشق
☆	قلب سلیم	☆	ذوق زماں
☆	آداب محبت	☆	خیال زماں
☆	اسلاف کا جذبہ ایثار	☆	باب عشق
☆	اسلاف کا شوق علم	☆	داستان عشق
☆	اسلاف کا اخلاق	☆	شمع اور پروانے
☆	اسلاف کا عشق	☆	فضائل و مسائل نماز
☆	حقیقت عظمت	☆	نماز کے طبی فوائد
☆	حقیقت عشق (۱ تا ۴)	☆	نماز کے روحانی فوائد
☆	حقیقت انساں	☆	فضائل قرآن مجید
☆	عشق کی باتیں	☆	سوز محبت
☆	دیوان عشق	☆	اعزاز محبت
☆	بخشش کے بہانے	☆	حقیقی محبت
☆	عاشقانہ تقریریں	☆	حلاوت ایمان
☆	عالمانہ تقریریں	☆	حقیقت ایمان
☆	درس محبت	☆	دعوت فکر

☆	بیان عشق و محبت	☆	جنت اور اہل جنت
☆	مدارج عشق و محبت	☆	احترام سادات
☆	کرامات اولیاء	☆	دنیا میں جنت
☆	محبت و محبوبیت		میری پسند
☆	ماں کی عظمت	☆	روحانی حکایات
☆	محبت کی نہیں جاتی ہو جاتی ہے	☆	،گلدستہ حکایات
☆	علماء کا شرعی مقام اور معاشرتی حیثیت	☆	لو میرج کی شرعی حیثیت
☆	صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور عشق	☆	صوفیاء اور عشق
☆	علماء اور عشق	☆	شعراء اور عشق
☆	خواص اور عشق	☆	عوام اور عشق
☆	حلاوت ایمان	☆	سلطان دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم
☆	اعزازِ محبت	☆	مدارِج اہل علم
☆	عشق حقیقی و مجازی	☆	راہُ رسمِ عشق و محبت
☆	صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا معیارِ ادب و محبت	☆	حسین محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کا حسین تذکرہ
☆	تاجدار عشق	☆	زلفوں کے اسیر
☆	تجھ سا حسین کوئی نہیں	☆	جان کائنات صلی اللہ علیہ وسلم
☆	باعث تسکینِ دل و جان صلی اللہ علیہ وسلم	☆	عامل اور عملیات
☆	حُسن ایماں	☆	معجزات انبیاء علیہم السلام
☆	زندگی آمد برائے بندگی	☆	میرے محسن